پانچ زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی اور انگلش) میں شائع ہونے والا کثیرالاشاعت
Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ
ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)
اکتوبر 2021ء / ربیع الاول 1443ھ
جشنِ ولادت مبارک ہو
فرمانِ امیرِ اہلِ سنت
جب دین کی خدمت دنیا میں عزت دلاتی ہے
تو آخرت میں کیونکر محروم کرے گی۔

مختلف سورتوں کے فضائل

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیماریوں، مصیبتوں اور تنگ دستیوں وغیرہ سے بچنے کے لئے مختلف دُعائیں اور اوراد و وظائف بیان فرمائے ہیں، ان کے علاوہ قراٰنِ کریم کی مختلف آیات اور مختلف سُورتوں کے دنیوی فوائد بھی بیان فرمائے۔ آیئے! ذیل میں مختلف سورتوں کے دنیوی فوائد پر مشتمل چند روایات پڑھتے ہیں:

سُورۂ بَقَرَہ اور سُورۂ اٰلِ عمران

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص نے سورۂ بقرہ اور اٰل عمران پڑھی تو آپ نے فرمایا: تم نے دو ایسی سورتیں پڑھیں ہیں جن میں اللہ کا اسمِ اعظم ہے کہ اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو قبول ہوگی اور مانگا جائے تو ملے گا۔ (دارمی،2/543،رقم:3393)

سُورۂ فتح

حضرت سیّدنا یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الرّحمٰن بن عبد اللہ مسعودی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جو رمضان کی پہلی رات میں نفل نماز کے اندر سُورۂ فتح پڑھ لے وہ اس سال محفوظ و مامون رہے گا۔ (تفسیر در منثور،7/512)

سُورۂ یٰسٓ

حضرت سیّدنا عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو دن کے شروع میں سورۂ یٰسٓ پڑھ لے تو اس کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ (دارمی،2/549،حدیث:3418)

سُورۂ واقعہ

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص روزانہ رات کے وقت سورۂ واقعہ پڑھے تو وہ فاقے سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ (شعب الایمان،2/492، حدیث:2500) دوسری روایت میں ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ سورۃُ الغنٰی (یعنی محتاجی دور کرنے والی سورت) ہے۔ (مسند الفردوس،3/10، حدیث:4005)

سُورۂ یٰسٓ اور سُورۂ صٰٓفّٰت

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سُورۂ یٰسٓ اور سُورۂ صٰٓفّٰت کی تلاوت کی، پھر اللہ کریم سے کوئی سوال کیا تو اللہ کریم اس کا وہ سوال پورا کردے گا۔ (تفسیر در منثور،7/77)

سُورۂ اِخلاص

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ اخلاص پڑھے گا تو یہ سورت اس گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں سے محتاجی کو دور کر دے گی۔ (معجم کبیر،2/340، حدیث:2419)

بفیضانِ نظر: سراج الامہ، کاشف الغمہ، امام اعظم، حضرت سیدنا
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، شاہ
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخ طریقت، امیر اہل سنت، حضرت
علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

اکتوبر 2021ء | جلد: 5 | شمارہ: 10

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دھوم مچائے گھر گھر
یا رب جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ)

ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ: مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر: مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
نائب مدیر: مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش: مولانا محمد جمیل عطاری مدنی

ہدیہ فی شمارہ: سادہ: 50 رنگین: 100
سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات:
سادہ: 1200 رنگین: 1800
ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)
12 شمارے رنگین: 1100 12 شمارے سادہ: 550
نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان میں مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات و شکایات کے لئے
Call: +922111252692 Ext:9229-9231
Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

گرافکس ڈیزائنر: یاور احمد انصاری / شاہد علی حسن
https://www.dawateislami.net/magazine
☆ماہنامہ فیضانِ مدینہ اس لنک پر موجود ہے۔

آراء و تجاویز کے لئے
+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ،

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔ (ابن ماجہ، 1/490، حدیث:907)

مُناجات

ذَرّہ اپنا دے اس قدر یارب
نہ پڑے چین عمر بھر یارب

وِرد میرا ہو تیرا کلمہ پاک
جب کہ دنیا سے ہو سفر یارب

تیرے محبوب کا میں واصِف ہوں
دے زباں میں مری اثر یارب

جان نکلے تو اس طرح نکلے
تیرے دَر پر ہو میرا سر یارب

سختیوں سے مجھے بچا لینا
رکھنا رحمت کی تو نظر یارب

میرے سینے کو اپنی اُلفت سے
بطفیلِ حبیب بھر یارب

قادری ہے جمیلؔ اے غفار
سب گنہ اس کے عَفْو کر یارب

از مدّاح الحبیب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
قبالۂ بخشش، ص102

نعت

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آ رہے ہیں
جھلک سے جن کی فَلَک ہے روشن وہ شَمْس تشریف لا رہے ہیں

ہیں وَجد میں آج ڈالیاں کیوں یہ رقص پتوں کو کیوں ہے شاید
بہار آئی یہ مُژْدَہ لائی کہ حق کے محبوب آ رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شبِ ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابو لہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اُسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے ہم گیت گا رہے ہیں

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ
خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزم مولیٰ سجا رہے ہیں

پھنسا ہے بَحْرِ اَلَم میں بیڑا، بنے خدا ناخدا سہارا
اکیلا سالکؔ ہیں سب مخالف، ہُمُومِ دنیا ستا رہے ہیں

از حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ
دیوانِ سالک، ص37

مشکل الفاظ کے معانی: واصِف: تعریف کرنے والا۔ عَفْو کر: معاف فرما۔ فرشیوں: زمین پر رہنے والوں۔ فَلَک: آسمان۔ شَمْس: سورج۔ وَجد: بے خودی کی حالت۔ مُژْدَہ: خوش خبری۔ حق: اللہ پاک۔ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ: اللہ پاک کے اس فرمان کی طرف اشارہ: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ بَحْرِ اَلَم: غم کا دریا۔ بیڑا: سفینہ، کشتی۔ ناخدا: بحری جہاز کا کپتان (Sailor)۔ ہُمُومِ دنیا: دنیا کے غم۔

ظاہر و باطن کو روشن کر دینے والے سورج

مفتی محمد قاسم عطاری

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۴۵) وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا(۴۶)﴾

ترجَمۂ کنزُ العرفان: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

(پ22، الاحزاب:45، 46)

تفسیر: حضور سرورِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مقام و مرتبہ کا حقیقی علم، فضل و کرم فرمانے والے خدائے پاک کے سوا کسی کو نہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود فرمایا: اے ابو بکر! اُس ذات کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(مطالع المسرات، ص129)

ہمارے آقا و مولا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کمالات کے متعلق امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یوں کلام فرماتے ہیں۔

فرش والے تری شوکت کا عُلُو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

تمام مخلوق اپنے تمام اوقات و اسباب استعمال کر کے سیدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان بیان کرنا چاہے تو ممکن نہیں، کہ اُن کی شان، خود ان کے رب نے بلند فرمائی، چنانچہ فرمایا: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَؕ(۴)﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پ30، الم نشرح:4) اور ہر آن ان رفعتوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ(۴)﴾ ترجمہ: اور بے شک تمہارے لیے ہر پچھلی (بعد میں آنے والی) گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ (پ30، الضحیٰ:4)

حضور سیدِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عظمتوں میں سے پانچ صفات شروع میں مذکور آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ خدائے ذوالجلال نے فرمایا: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔

(پ22، الاحزاب:45، 46)

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں خدا تعالیٰ نے ہمارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پانچ صفات بیان فرمائیں۔

پہلی صفت: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "شاہد" ہیں۔ "شاہد" کا ایک معنیٰ "حاضر و ناظر" ہے اور دوسرا معنیٰ "گواہ" ہے۔ مفرداتِ راغب میں ہے: اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ یعنی شہود اور شہادت کے معنیٰ ہیں "حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔" (المفردات، 1/352)

اگر اس کا معنیٰ "گواہ" کیا جائے تو بھی یہاں تفصیلی معنیٰ

حاضر و ناظر ہی بنے گا، کیونکہ گواہ کو بھی اِسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مُشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اُس کو بیان کرتا ہے اور چونکہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت "عامہ" ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ(۱)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: وہ (اللہ) بڑی برکت والا ہے، جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ18، الفرقان:1) اس لئے حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہادت بھی "عامہ" ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قیامت تک ہونے والی ساری مخلوق کے شاہد یعنی مشاہدہ فرمانے والے ہیں۔

اہلِ سنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدُ المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں۔ "حاضر" کے لغوی معنیٰ ہیں "سامنے موجود ہونا" یعنی غائب نہ ہونا اور "ناظر" کے کئی معنیٰ ہیں جن میں ایک واضح معنیٰ ہے، "دیکھنے والا"۔ "حاضر و ناظر کے شرعی" معنیٰ یہ ہیں کہ قُدسی قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں میل دور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے۔ یہ رفتار خواہ روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اُسی جسم سے ہو جو قبر میں مدفون ہے یا کسی جگہ موجود ہے۔ اس عقیدہ کی دلیل اوپر موجود آیت ہے۔

عقیدے کی دلیل حدیث سے: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کردی ہے، لہٰذا میں ساری دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کا سب یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، 13/319) مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔ (مسلم، 4/2215) ایک اور مقام پر فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا، اللہ پاک نے مجھ سے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کی اے مولا! تو ہی سب سے بڑھ کر جانتا ہے، تب اللہ پاک نے اپنے شایانِ شان اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی، تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا۔

(سنن الدارمی، 2/1366)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (اہلِ حق میں سے) اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلب گاروں کو اور اُن حضرات کو جو آپ کی طرف متوجہ ہیں، ان کو فیض بھی پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت بھی فرماتے ہیں اور اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا بلکہ تاویل کا وہم بھی نہیں۔ (مکتوبات شیخ مع اخبار الاخیار، الرسالۃ الثامنۃ، ص155)

شاہد بمعنی گواہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے چنانچہ قراٰنِ مجید میں فرمایا: ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًاؕ﴾ ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں۔

(پ2، البقرۃ:143)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا: قیامت کے دن ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ ایک شخص ہوگا، اور ایک نبی آئے گا اور اس کے ساتھ دو شخص ہوں گے، اور ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ زیادہ لوگ ہوں گے، اس نبی علیہ السّلام سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی؟ وہ جواب دے

گا: جی ہاں! پھر اس کی قوم کو بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے تم کو تبلیغ کی تھی؟ قوم کہے گی: نہیں! پھر اس نبی سے کہا جائے گا: تمہارے حق میں کون گواہی دے گا؟ وہ کہیں گے: محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت، پھر حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا انہوں نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے ہاں! پھر پوچھا جائے گا: تمہیں اس کا کیسے علم ہوا؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں یہ خبر دی تھی کہ (سب) رسولوں نے تبلیغ کی ہے۔ (سنن کبریٰ للنسائی،6/292)

دوسری صِفت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "مُبَشِّر" ہیں، یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اہلِ ایمان کو جنت کی خوش خبری دینے والے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مجلس میں دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اجتماعاً اور ان کے علاوہ پچاس کے قریب صحابہ کو انفراداً دنیا میں ہی جنتی ہونے کی نوید سنائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کی زبان مقدّس نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی بزرگوں، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی جوانوں اور سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار ہونے کا مژدہ سنایا۔ اس کے علاوہ ایمان، اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حمیدہ کے حامل افراد کو جنت کی بشارت عطا کی بلکہ تمام امت کو عام بشارت سے نوازا۔ مشہور مفسّر علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ایمان افروز بات لکھی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اہلِ طاعت کو جنت اور اہلِ محبت کو دیدارِ الٰہی کی بشارت دیتے ہیں۔ اسی "مُبَشِّراً" والی صفت سے فیض پانے کا حکم نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں دیا: "لوگوں کو بشارتیں دینا، اُن سے باعثِ نفرت اور تشویش کُن باتیں مت کرنا اور لوگوں کی آسانیاں ملحوظ رکھنا، انہیں سختی میں نہ ڈالنا۔" (المعجم الکبیر للطبرانی،11/312)

تیسری صِفت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "نذیر" ہیں، یعنی لوگوں کو جہنّم کے عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں۔ انسانی فطرت ایسی ہے کہ اسے اِصلاح کے لئے جہاں ترغیب کی ضرورت ہے، وہیں ترہیب اور اِنذار کی حاجت ہے۔ حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کافروں، فاسقوں، فاجروں کو جہنم کے عذاب کے متعلق بھی بہت وضاحت سے متنبہ فرمایا۔ اس صفت کی مثال ایک حدیث میں آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں بیان فرمائی: میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی اور پتنگے، پروانے اُس میں گرنے لگے اور یہ شخص اُنہیں اس سے ہٹا رہا ہے۔ (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر (جہنم کی) آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں۔ (مسلم،4/1790)

چوتھی صِفت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "داعی الی اللہ" ہیں، یعنی لوگوں کو خدا کی طرف بلانے والے ہیں۔ کافروں کو ایمان، فاسقوں کو تقویٰ، غافلوں کو یادِ الٰہی، کاہلوں کو عمل اور محروموں کو قرب کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور ظاہر و باطن سے کامل غلامی میں آنے والوں کو بارگاہِ قدس میں پہنچانے والے ہیں۔ "دعوت الی اللہ" یعنی لوگوں کو خدا کی طرف بلانا، تمام انبیاء کی بعثت کا سب سے بنیادی مقصد رہا ہے لیکن ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس راہ میں سب سے زیادہ مشقتیں اٹھائیں، چنانچہ سید المرسلین، افضل المبلغین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خود فرماتے ہیں: مجھے اللہ کی راہ میں جیسے خوف زدہ کیا گیا کسی اور کو ایسے نہ کیا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے جیسی تکلیفیں پہنچائی گئی، ایسی کسی دوسرے کو نہیں پہنچائی گئیں۔

(ترمذی،2/525)

پانچویں صِفت: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "سراج منیر" ہیں، یعنی چمکانے والے، روشنیاں پھیلانے والے آفتاب ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کفر کی ظلمتوں اور شرک کی تاریکیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی وہ آفتابِ رسالت ہیں جن سے حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صداقت، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدالت، عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حیا و سخاوت اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے علم و عبادت کا نور پایا، اسی سورج کی تجلیات سے حضرات یاسر، عمار، سُمَیّہ، خُبَیب، صُہَیب اور بلال

حبشی رضی اللہ عنہم نے استقامت پائی، اسی آفتاب کی تابانی و توانائی نے آسمانِ ہدایت کے ستارے اور وہ بلند حوصلہ، عالی ہمت، جفاکش، سراپا اخلاص اور مردِ مجاہد پیدا فرمائے جن پر یہ اشعار صادق آتے ہیں:

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ہزاروں آفتابوں سے بڑھ کر اِس آفتابِ نبوت کی روشنی ہے، بلکہ سب نے روشنی یہیں سے پائی۔ اقبال نے لکھا ہے:

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو　　　آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ اُو را بہا است　　　یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

ترجمہ: جہاں کہیں بھی رنگ و بو کا جہان آباد ہے، یا قابل آرزو کوئی شئے کسی خاک سے جنم لیتی ہے، وہاں زندگی کی چمک دمک یا تو نورِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فیض پا رہی ہے، یا ابھی وہ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تلاش میں سرگرمِ عمل ہے۔

اور نعت و مدح کی زبان میں یوں کہہ سکتے ہیں:

سرکار یہ نام تمہارا، سب ناموں سے ہے پیارا
اس نام سے چمکا سورج، اور چمکا چاند ستارہ
ہوا ہر سو خوب اجالا، ہوا روشن عالم سارا
میرا نام کرے گا روشن، دو جگ میں نام تمہارا

دعائے عاجزانہ: اللہ کریم اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچی محبت کا اعلیٰ درجہ ہمیں عطا فرمائے اور آفتابِ نبوت کی ضیا پاشیوں سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مَدَنی رسائل کے مُطالعہ کی دُھوم

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے ذوالحجۃ الحرام 1442ھ میں درج ذیل مدنی رسائل پڑھنے / سننے کی ترغیب دلائی اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازا: ❶ یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ **"جانوروں کے بارے میں دلچسپ سوال جواب"** پڑھ یا سُن لے اُسے انسانوں اور جانوروں پر رحم کرنے والا دل عطا فرما اور اُسے بے حساب بخش دے، اٰمین۔ ❷ یااللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ **"60 حج کرنے والا حاجی"** پڑھ یا سُن لے اُسے ہر سال مقبول حج نصیب فرما اور اُسے سبز سبز گنبد کے سائے میں شہادت اور جنّتُ البقیع میں خیر سے مدفن نصیب فرما، اٰمین۔ ❸ یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ **"حضرتِ عثمان بھی جنّتی جنّتی"** پڑھ یا سُن لے اُسے اپنے پیارے پیارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے صحابی حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت و حیا سے حصّہ نصیب فرما اور اُسے جنّتُ الفردوس میں بلا حساب داخل کر، اٰمین۔ ❹ جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے رسالہ **"امیرِ اہلِ سنّت کا پہلا سفرِ مدینہ"** پڑھنے / سننے والوں کو یہ دُعا دی: یاربَّ المصطفےٰ! جو کوئی 21 صفحات کا رسالہ **"امیرِ اہلِ سنّت کا پہلا سفرِ مدینہ"** پڑھ یا سُن لے اُسے بار بار حج و زیارتِ مدینہ نصیب فرما اور اُس کو بے حساب بخش دے، اٰمین۔

رسالہ	پڑھنے / سننے والے اسلامی بھائی	اسلامی بہنیں	کل تعداد
جانوروں کے بارے میں دلچسپ سوال جواب	21لاکھ71ہزار836	8لاکھ68ہزار597	30لاکھ40ہزار433
60 حج کرنے والا حاجی	15لاکھ74ہزار950	6لاکھ79ہزار863	22لاکھ54ہزار813
حضرتِ عثمان بھی جنّتی جنّتی	19لاکھ76ہزار698	8لاکھ21ہزار897	27لاکھ98ہزار595
امیرِ اہلِ سنّت کا پہلا سفرِ مدینہ	17لاکھ56ہزار218	8لاکھ69ہزار592	26لاکھ25ہزار810

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم

مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی*

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً یعنی میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔[1]

اللہ پاک نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کو عالَمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اس حدیثِ پاک میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم نے اسی رحمت کا اظہار فرمایا ہے۔

رحمتِ مصطفےٰ کی امتیازی شان: رحمتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کی امتیازی شان ذہن نشین کرنے کے لئے آمدِ مصطفےٰ سے پہلے کا ایک جائزہ لیتے ہیں، چنانچہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کی آمد سے پہلے لوگ کفر و جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے، یہ اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ علم کی روشنی، اخلاق و کردار کا ستھرا پَن، امانت و دیانت کی علامات، امن و امان اور ترقی و خوشحالی لانے والی اور انسان کو انسان بنانے والی کئی چیزیں یکسر ختم ہوچکی تھیں اور حق کے طلب گاروں کو فلاح و کامیابی کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا ایسے میں اللہ پاک نے نورِ مصطفےٰ کو تمام جہانوں (خواہ وہ عالَمِ ارواح ہو یا عالَمِ اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول سب) کیلئے رحمت بنا کر بھیجا تو مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا، سیدھا راستہ دکھایا، حلال و حرام کا معیار مقرر فرمایا۔

ربِّ کریم نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کی شانِ رحمت کو اِس طرح امتیازی مقام عطا فرمایا کہ آپ نے ایمان لانے والے اور اطاعت و پیروی کرنے والے کو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی خوش خبری سنائی۔[2]

رحمتِ مصطفےٰ کے چند نظارے: اللہ پاک نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کو پیغامِ توحید پہنچانے اور راہِ حق دکھانے کیلئے بھیجا، اس معاملے میں آپ کے ہر انداز سے رحمت و شفقت کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم نے ایک موقع پر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے اس اُمّت کے لئے آسانی پسند فرمائی ہے اور تنگی کو ناپسند فرمایا۔[3] مزاج یہ تھا کہ حضرت سیّدتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہ وسلَّم کو جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ دونوں میں سے آسان چیز کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ آسان چیز گناہ ہوتی تو تمام لوگوں سے زیادہ آپ اس سے دوری اختیار فرماتے۔[4] نیز جن باتوں کی وجہ سے اُمّت کے مشقّت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا اُس کام کو کرنے کا حکم نہ فرماتے، مثلاً: (1) اُمّت کے کمزور، بیمار اور کام کاج کرنے والے لوگوں کی مشقّت کے پیشِ نظر عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر نہ فرمایا (2) کمزوروں، بیماروں اور بچّوں کا

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ فیضان حدیث، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

لحاظ کرتے ہوئے نماز کی قراءت کو زیادہ لمبا نہ کرنے کا حکم دیا (3) رات کے نوافل پر ہمیشگی نہ فرمائی تاکہ یہ اُمّت پر فرض نہ ہو جائیں (4) اُمّت کہیں مشقّت میں نہ پڑ جائے اس لئے آپ نے انہیں صومِ وصال[5] رکھنے سے منع فرمادیا (5) اُمّت کی مشقّت کی وجہ سے ہر سال حج کو فرض نہ فرمایا (6) مسلمانوں پر شفقت کرتے ہوئے طواف کے تین چکروں میں رَمَل کا حکم دیا تمام چکروں میں نہیں دیا (7) تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پوری پوری رات جاگ کر عبادت میں مصروف رہتے اور اُمّت کی مغفرت کیلئے اللہ پاک کے دربار میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گریہ وزاری فرماتے رہتے یہاں تک کہ کھڑے کھڑے اکثر آپ کے پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔[6] بروزِ قیامت جب ہر طرف نفسی نفسی کا عالم ہو گا ایسے مشکل ترین وقت میں بھی آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے گناہ گار اُمّتیوں کی خاطر بے چین و بے قرار ہوں گے، انہیں اپنے دامنِ رحمت میں چھپائیں گے، ربِّ کریم سے ان کی بخشش کروائیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں سفارش کروا کر انہیں جنّت میں داخل کروائیں گے۔

آیئے ہم خود پر غور کریں: اَلحمدُ لِلّٰہ! ہمیں مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی ہونے پر فخر ہے، ذرا سوچئے! رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہمارا کتنا احساس ہے اور وہ ہم پر کتنے شفیق و مہربان ہیں، اب ذرا ہم اپنے بارے میں بھی غور کرتے چلیں کہ ہمیں اپنے آقا و مولیٰ، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیسی اور کتنی محبت ہے؟ ہم نے آپ کے احسانات کے بدلے میں آپ کو کتنا خوش کیا اور آپ کے فرامین پر ہم کتنا عمل کرتے ہیں؟ مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی تو خوفِ خدا والا ہونا چاہئے، عاشقِ صحابہ و اہلِ بیت ہونا چاہئے، نمازوں کا پابند ہونا چاہئے، اپنی ضرورت کے مسائل اور دیگر فرائض و واجبات کا جاننے والا ہونا چاہئے، تقویٰ و پرہیزگاری کا پیکر ہونا چاہئے، اپنی شرعی ذمہ داریاں پوری کرنے والا ہونا چاہئے، تلاوتِ قراٰن کا حریص ہونا چاہئے، ناجائز و حرام کاموں سے بچنے والا بلکہ اپنی اولاد وغیرہ کو ان کاموں سے بچانے والا، ان کی صحیح اسلامی تربیت کرنے والا ہونا چاہئے، اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنے والا ہونا چاہئے، بہترین خوبیوں سے آراستہ ہونا چاہئے، بے حیائی کے کاموں سے بچنے والا ہونا چاہئے، باطنی بُرائیوں سے دُور ہونا چاہئے، مسلمانوں کا خیر خواہ ہونا چاہئے، آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّتی رحمتِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والا ہونا چاہئے، سُنّتوں کی پیروی کرنے والا ہونا چاہئے۔

اللہ کریم ہم سب کو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دامنِ رحمت سے وابستہ رہ کر زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صد شُکر خدایا تُو نے دیا، ہے رَحمت والا وہ آقا
جو اُمّت کے رنج و غم میں، راتوں کو اَشک بہاتا رہے

---

(1) مسلم، ص1074، حدیث:6613 (2) تفسیر کبیر، 8/193 ملخصاً (3) معجم کبیر، 20/298، حدیث:707 (4) بخاری، 4/133، حدیث:6126 (5) بغیر افطار کئے اگلا روزہ رکھ لینا اور یوں مسلسل روزے رکھنا صومِ وصال کہلاتا ہے۔ (6) صراط الجنان، 5/267 ملخصاً

جواب دیجئے

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اگست 2021ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) محمد مبشر رضا (پاکپتن) (2) محمد ابو بکر (نارووال) (3) بنتِ اختر عطاریہ (راولپنڈی)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** (1) تقریباً 10 سال 5 ماہ اور 21 روز۔ (2) پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے 12 منتخب نام:** ● محمد بلال احمد (فیصل آباد) ● محمد امین عطاری (لاہور) ● محمد دانیال (وزیر آباد) ● بنتِ محمد راشد عطاریہ (کراچی) ● بنتِ عمران (رحیم یار خان) ● بنتِ محمد عامر (لاہور) ● سراج احمد عطاری (حیدرآباد) ● بنتِ محمد آصف (کراچی) ● محمد ثقلین جبیر (اٹک) ● بنتِ اقبال عطاریہ (منڈی بہاؤالدین) ● یاسر رضا (کراچی) ● بنتِ محسن رضا (میرپور خاص)۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

دیدارِ رسول اور اس کی برکتیں (قسط:02)

مولانا محمد عدنان چشتی عطاری مدنی*

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بخشش و عطا کی بھی کیا بات ہے! بعدِ وصال بھی غلاموں کو اپنے چہرۂ وَالضُّحیٰ کے انوار و تجلیات سے روشن و منوّر فرما رہے ہیں۔ وصالِ ظاہری کے بعد بھی کئی خوش نصیبوں کو کبھی خواب میں، تو کبھی بیداری میں اپنے دیدار کی سعادت عطا فرمائی۔ بیداری میں تشریف آوری کا یہ فیضان ایسا وسیع ہے کہ بعد میں آنے والے بے شمار کاملین نے اپنے قلوب و اذہان کو اس پیکرِ نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے منوّر کیا ہے۔ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیداری میں تشریف فرما ہونے اور غلاموں کو اپنے لطف و کرم سے مستفید فرمانے پر اکابر علمائے اُمّت اور عُلمائے محققین کی اتنی تصریحات موجود ہیں کہ ان تمام کو نقل کرنے کے لئے کثیر صفحات درکار ہیں۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔(1)

اس حدیثِ پاک کی شرح میں جلیلُ القدر امام ابو محمد عبد اللہ بن ابی جمرہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں دیکھ لے گا۔ یہ حدیثِ پاک اپنے عموم پر ہے جس میں حیاتِ ظاہری اور بعدِ وصال کی کوئی قید نہیں ہے، الفاظِ حدیث تو عموم ہی کا فائدہ دیتے ہیں اور جو کوئی نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ تکلّف سے کام لینے والا ہے۔(2)

بے شک بعدِ وفات نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھنا اور آپ سے فیض لینا اُمّتِ محمدیہ کے بکثرت کاملین کے لئے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ

قیدیوں کو آزاد کرنے والا کون؟ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا جنگ مرج القبائل کے پہلے دن رومی لشکر ایک بہادر اور جنگی داؤ پیچ میں مہارت رکھنے والے مجاہد حضرت ابو الہَول دامس رحمۃ اللہ علیہ کو قیدی بنا کر لے گیا۔ دوسرے دن اسلامی لشکر پوری تیاری کے ساتھ میدان میں موجود تھا، دونوں لشکروں میں جنگ جاری تھی، یکایک مجاہدین نے دیکھا کہ رومی لشکر کے پیچھے سے صفیں چیرتے ہوئے، رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگاتے ہوئے چند مجاہدین آگے بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ پہلے تو مجاہدین نے سمجھا کہ شاید یہ فرشتے ہیں جو اللہ پاک نے ہماری مدد کے لئے بھیجے ہیں لیکن جوں ہی وہ قریب آئے تو دیکھا کہ یہ تو وہی حضرت دامس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی ہیں کہ جنہیں کل قیدی بنالیا گیا تھا۔ جب لشکر کے امیر حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ نے حضرت دامس رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ کہاں تھے؟ پورا لشکر آپ کے لئے فکر مند تھا۔ تو انہوں نے بتایا: کل دشمنوں نے ہم پر غلبہ پاکر میرے ساتھیوں سمیت مجھے قیدی بنالیا اور ہمیں لے جاکر زنجیروں سے باندھ دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا دَامِسُ اعْلَمْ أَنَّ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَ اللهِ عَظِيْمَةٌ یعنی اے دامس فکر نہ کرو، جان لو! اللہ پاک کے ہاں میرا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میری زنجیروں پر اپنا دستِ مبارک رکھا تو وہ فوراً کھل گئیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ

* رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کراچی

واٰلہٖ وسلَّم نے میرے دیگر ساتھیوں کی زنجیریں بھی کھول دیں اور فرمایا: اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللّٰہِ فَاَنَا نَبِیُّکُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی خوش ہو جاؤ اللہ کریم کی مدد سے، میں تمہارا نبی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہوں۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَقْرِئْ عَنِّیْ مَیْسَرَۃَ السَّلَامَ وَقُلْ لَہٗ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا یعنی اے دامس! میسرہ کو میرا سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ اللہ پاک تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔[3]

بیداری میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کرنا بالکل ممکن بلکہ کثیر اولیاوصالحین کے لئے ثابت بھی ہے۔ امام جلالُ الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جب کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا تو آپ نے تَنْوِیْرُ الْحَلَک نامی رسالہ لکھ کر نہ صرف اس مسئلے پر دلائل قائم فرمائے بلکہ مخالفین کا رد بھی فرمایا۔ امام ابنِ حجر مکی، شارحِ بخاری امام سراجُ الدّین ابنِ ملقن، امام زرقانی، شارحِ بخاری امام قسطلانی، امام محمد بن یوسف شامی، امام ابنُ الحاج مالکی، امام ابنِ ابی جمرہ مالکی وغیرہ جلیلُ القدر ائمہ رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ بیداری میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ممکن ہے جبکہ بعض علمانے بیداری میں دیدارِ رسول کے واقعات بھی نقل فرمائے ہیں جیسا کہ

بیداری میں 75 بار دیدار کیا: حضرت علامہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جب ایک آدمی نے بادشاہ کے پاس سفارش کے لئے چلنے کی درخواست لکھی تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا: میرے بھائی! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں اس وقت تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں 75 بار بیداری کی حالت میں بالمشافہ حاضر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے بادشاہ و اُمرا کے پاس جانے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا تو ضرور قلعہ میں جاتا اور بادشاہ سے تمہاری سفارش کرتا۔ میں ایک خادمِ حدیث ہوں، جن حدیثوں کو محدثین کرام نے اپنی تحقیق میں ضعیف کہا ہے ان کی تصحیح کے لئے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف محتاج ہوں اور بلاشبہ اس کا نفع تمہارے ذاتی نفع سے کہیں زیادہ ہے۔[4]

اللہ پاک کے ایک ولی کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اُس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو وہاں موجود ولیُّ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو اس اللہ کے ولی نے کہا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہارے پاس کھڑے فرما رہے ہیں: یہ میرا فرمان نہیں ہے۔ اس فقیہ کی آنکھوں سے پردے ہٹ گئے اور انہوں نے بھی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار کرلیا۔[5]

حضرت شیخ ابو العباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لمحہ بھر کے لئے میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو (خاص مقرب) مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔[6]

حضرت ابو اللطائف ابن فارس وفائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے شیخ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں پانچ سال کا تھا تو میں شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قراٰن پاک پڑھنے جاتا تھا۔ ایک دن جب میں ان کے پاس گیا تو میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفید سوتی قمیص زیبِ تن کئے ہوئے ہیں، پھر اس جیسی قمیص میں نے اپنے جسم پر بھی دیکھی۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پڑھو! میں نے سُوْرَۃُ الضُّحٰی اور سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں اکیس سال کا ہوا تو (ایک دن) جب مقام "قرافہ" میں فجر کی نماز شروع کی تو میں نے اپنے سامنے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا، آپ نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠ ﴾

ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو، اس وقت سے مجھے گفتگو میں کمال حاصل ہو گیا۔[7]

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ جو رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے قربِ خاص رکھتا ہے وہ بعض اوقات آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رُخِ روشن کا مشاہدہ بھی کرتا ہے اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے ان غلاموں سے کلام بھی فرماتے ہیں، مصافحہ و معانقہ کا شرف بھی عطا فرماتے ہیں۔ مگر اس مقامِ رفعت کو پانے کے لئے دل کا تزکیہ، نگاہ کی پاکیزگی اور عشقِ رسول بے حد ضروری ہے۔

---

(1) بخاری،4/406، حدیث:6993 (2) بہجۃ النفوس،4/237ملخصاً (3) الفتوح الشام،2/8 (4) میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص55 (5) الحاوی للفتاوی،2/314 (6) الحاوی للفتاوی،2/312 (7) الحاوی للفتاوی،2/314۔

بزرگانِ دین کا اندازِ جشنِ ولادت

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی*

سرورِ کائنات، حضور سیدُ المرسلین، خاتمُ النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت اور وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ حدیثِ قدسی ہے: لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔[1]

صدیوں سے اہلِ ایمان آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد اپنے اپنے دور کے اعتبار سے مناتے چلے آرہے ہیں۔ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کا تذکرہ تخلیقِ زمین و آسمان سے لے کر ولادتِ سرورِ کائنات تک ہوتا رہا اور تب سے آج کے دن تک عشّاق ان کی آمد کے گُن گا رہے ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی آمد کا دن روزہ رکھ کر منایا، صحابۂ کرام نے کبھی تو باہم آمدِ سرکار اور اس کے سبب ہونے والے کرمِ خداوندی کا ذکر کرکے میلاد منایا تو کبھی ایران و شام کے محلات میں اسلام کا پرچم لہرا کر آمدِ سرکار کا اعلان کیا ہے۔ محدثینِ عظام نے اپنی کُتب میں ذکرِ میلاد و فضائلِ سرورِ کائنات کے ابواب باندھ کر میلاد منایا اور عشّاق شعرا نے قصائد لکھ کر میلاد منایا، الغرض ہر کسی نے اپنی اپنی کیفیت و انداز اور سہولت و حالات کے مطابق آمدِ مصطفےٰ کا ذکر کیا ہے ہم ذیل میں پچھلے 700 برس تک کے چند بزرگانِ دین کا میلاد منانے کا انداز ذکر کرتے ہیں:

صاحبِ اربل ابوسعید مظفرُ الدین رحمۃُ اللہ علیہ: 700 سال قبل وفات پانے والے امام شمسُ الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃُ اللہ علیہ (وفات: 748ھ) کا شمار عالمِ اسلام کے عظیم محدثین و مؤرخین میں ہوتا ہے۔ اسماءُ الرجال کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب "سِیَرُ اَعلامِ النُّبَلاء" میں کثیر راویوں کے حالاتِ زندگی بیان کئے ہیں۔ امام ذہبی نے اس کتاب میں سلطان صلاحُ الدین ایوبی کے بہنوئی اور اربل کے بادشاہ سلطان مظفرُ الدین ابوسعید کوکبری (وفات: 630ھ) کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے اور ان کی بہت تعریف کی ہے اور ان کے جشنِ میلاد منانے کے بارے میں لکھتے ہیں: "مَلِکُ المظفر کے محفلِ میلاد منانے کا تذکرہ بیان سے باہر ہے، لوگ جزیرۂ عرب اور عراق سے اس محفل میں شریک ہونے کے لئے آتے۔ کثیر تعداد میں گائیں، اونٹ اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور انواع و اقسام کے کھانے پکائے جاتے۔ وہ صوفیا کے لئے کثیر تعداد میں خلعتیں تیار کرواتا اور واعظین وسیع و عریض میدان میں بیانات کرتے اور بادشاہ کثیر مال خرچ کرتا۔ ابنِ دحیہ کلبی نے اس کے لئے "میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم" کے موضوع پر کتاب تالیف کی تو بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔ وہ منکسرُ المزاج اور راسخُ العقیدہ سنی تھا، فقہا اور محدثین سے محبت کرتا تھا۔ سبط ابن الجوزی کہتے ہیں: مظفرُ الدین ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار، خانقاہوں پر دو لاکھ دینار جبکہ مہمان خانوں پر ایک لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ اس محفل میں شریک ہونے والے ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں نے خود شمار کیا کہ میلاد کی محفل میں اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں، دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ دودھ سے بھرے مٹی کے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال تھے۔"[2]

شاہِ اربل کے بارے میں عظیم متکلم و شارح علامہ علی قاری رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بادشاہ مظفر شاہِ اربل اس معاملے میں بہت زیادہ توجہ دینے والا اور حد سے زیادہ اہتمام کرنے والا تھا۔ علامہ ابوشامہ (جو امام نووی کے شیوخ میں سے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب اَلْبَاعِث عَلٰی اِنْکَار

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، نائب مدیر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

اَلْبِدَعِ وَالْحَوَادِث میں اس اہتمام پر اس (بادشاہ) کی تعریف کی اور فرماتے ہیں: اس طرح کے اچھے اُمور اسے پسند تھے اور وہ ایسے افعال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرتا تھا۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسے اعمال کرنے سے صرف شیطان کی تذلیل اور اہلِ ایمان کی مسرت و خوشی مقصود ہے۔[3]

شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم السَّبْتِی المالکی رحمۃ اللہ علیہ: امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی نے اَلْحَاوِی لِلْفَتَاوِیٰ میں 700 سال پہلے وصال فرمانے والے شیخ امام کمالُ الدّین الادفوی (وفات: 748ھ) کا قول نقل کیا ہے کہ "ہمارے ایک دوست ناصرُ الدّین محمود بن عماد نے ہمیں بتایا کہ ابو طیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی حضور نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادت کے دن مدرسے میں چھٹی کر دیتے اور مدرسے کے استاذ فقیہ عثمان سے فرماتے: اے فقیہ! آج خوشی و مسرّت کا دن ہے، بچّوں کو رخصت دے دو۔ پس ہمیں رخصت دے دی جاتی۔ ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد منانا اچھا ہونے کا ثبوت ہے۔ شیخ محمد بن ابراہیم مالکیوں کے بہت بڑے فقیہ اور ماہرِ فن تھے اور بڑے زُہد و تقویٰ والے تھے۔ علّامہ ابوحیان اور دیگر علمانے ان سے اکتسابِ فیض کیا ہے اور انہوں نے 695ھ میں وفات پائی۔"[4]

اہلِ مکہ کا یومِ ولادت پر انداز: 450 سال پہلے وصال فرمانے والے بزرگ امام محمد بن جارُ اللہ ابنِ ظہیرہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 986ھ) اپنی کتاب "اَلْجَامِعُ اللَّطِیْف" میں لکھتے ہیں: مکہ شریف میں بارہ (12) ربیعُ الاوّل کی رات کو اہلِ مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضیِ مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جمِّ غفیر کے ساتھ مولد شریف (ولادت گاہ) کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں دیگر تینوں مذاہبِ فقہ کے قاضی، اکثر فقہا، فضلا اور اہلِ شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔[5]

اہلِ مکہ کے میلاد شریف منانے کے بارے میں 400 سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث حضرت علّامہ علی بن محمد سلطان المعروف مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 902ھ) نے ارشاد فرمایا: اہلِ مکہ خیر و برکت کی کان ہیں۔ وہ سوقُ اللیل میں واقع اس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جائے ولادت ہے تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پالے۔ یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیرِ حجاز بھی خوشی خوشی شرکت کرتے ہیں۔ اور مکہ کے قاضی اور عالم البرہانی الشافعی نے بے شمار زائرین، خدام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ (امیرِ حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لئے وسیع و عریض دستر خوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے۔ اور اس کے بیٹے جمالی نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔[6]

اہلِ مدینہ کا یومِ ولادت پر انداز: حضرت علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ مکہ کی طرح اہلِ مدینہ کے میلاد منانے کا بھی ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: اللہ کریم اہلِ مدینہ کی کثرت فرمائے وہ بھی اسی طرح محافل منعقد کرتے ہیں اور اس طرح کے امور بجالاتے ہیں۔[7]

مزید حضرت علّامہ ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابنِ جماعہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: جب وہ مدینۂ منورہ میں تھے، یومِ میلاد النبی پر کھانا تیار کیا کرتے اور لوگوں کو کھلاتے اور فرماتے اگر میں وسعت پاؤں تو پورا مہینا ہر روز یونہی میلاد مناؤں۔[8]

امام تقی الدین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ: 700 سال قبل وصال فرمانے والے امام تقی الدّین ابوالحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 756ھ) کا ذکرِ سرورِ کائنات کے وقت اظہارِ محبت و عشق بھی نرالا تھا، سیرتِ حلبیہ میں ہے: امام تقی الدین سبکی کے ہاں اُن کے کثیر ہم عصر علما جمع ہوتے تھے، اور پڑھنے والا مدحِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں الصرصری کے درج ذیل اشعار پڑھتا:

قَلِیْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ ۔۔۔ عَلٰى وَرِقٍ مِنْ خَطِّ اَحْسَنَ مَنْ كَتَبَ

یعنی حضور نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مدح میں چاندی کے وَرق پر سونے کے پانی سے اچھے خوش نویس کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت انداز میں لکھنا بھی کم ہے۔

وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهٖ ۔۔۔ قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ

اور یہ بھی کم ہے کہ دینی شرف و عظمت والے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذکرِ جمیل کے وقت صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں یا گھٹنوں کے بل بیٹھ جائیں۔

جب یہ اشعار پڑھے گئے امام تاج الدین سبکی اور تمام حاضرین محفل کھڑے ہوگئے، اس وقت بہت سرور حاصل ہوتا۔[9]

محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ: 400 سال پہلے وصال فرمانے والے عظیم محدث و متکلم مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1014ھ) میلادُ النبی کے موقع پر ضیافتوں اور صدقہ وخیرات کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے بارے میں اور میلادُ النبی کے عنوان پر اپنی تالیف "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی" کے بارے میں لکھتے ہیں: "جب میں ظاہری دعوت وضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اوراق میں نے لکھ دیئے تاکہ یہ معنوی ضیافت ہوجائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام "اَلْمَوْرِدُ الرَّوِی فِی مَوْلِدِ النَّبَوِی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم" رکھا ہے۔[10]

میلاد کا باقاعدہ اہتمام اور علمائے کرام: میلادُ النبی کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ منانے کے متعلق چند علمائے سابقین کا کلام ملاحظہ کیجئے:

* نویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت سیدنا امام جلالُ الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے "حُسْنُ الْمَقْصِدِ فِی عَمَلِ الْمَوْلِد" میں تحریر فرماتے ہیں: رسولِ معظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد منانا جو کہ اصل میں لوگوں کے جمع ہوکر بہ قدرِ سہولت قراٰن خوانی کرنے اور ان روایات کا تذکرہ کرنے کا نام ہے جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں منقول ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ مبارکہ کے وقت ظاہر ہونے والے ایمان افروز واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد ان کی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ کھانا کھاتے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں: اس اہتمام کرنے والے کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلاد پر اظہارِ فرحت ومسرت کی بنا پر ثواب سے نوازا جاتا ہے۔[11]

* نویں صدی ہجری کے مشہور بزرگ، شارحِ بخاری، شیخ الاسلام، حافظُ العصر، ابوالفضل ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے میلاد شریف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتا چلا ہے۔ صحیحین (یعنی بخاری ومسلم) سے ثابت ہے کہ حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینہ تشریف لائے تو یہود کو عاشورا (یعنی دس محرم الحرام) کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ ان سے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوئے کہ اس دن اللہ پاک نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السَّلام کو نجات دی، ہم اللہ پاک کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ پاک کی طرف سے کسی احسان وانعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر کسی معین دن میں اللہ پاک کا شکر بجالانا اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا مناسب تر ہے۔ اللہ پاک کا شکر نماز وسجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوتِ قراٰن ودیگر عبادات کے ذریعے بجالایا جاسکتا ہے اور حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس لئے اس دن ضرور شکر بجالانا چاہئے۔[12]

* دسویں صدی ہجری کے بزرگ حضرت محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "سُبُلُ الْهُدٰى وَالرَّشَاد فِی سِيْرَةِ خَيْرِ الْعِبَاد" میں نقل فرماتے ہیں: حافظ ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: (محفلِ میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) قرونِ ثلاثہ کے بعد صرف نیک مقاصد کے لئے شروع ہوئی اور جہاں تک اس کے انعقاد میں نیت کا تعلق ہے تو وہ اخلاص پر مبنی تھی۔ پھر ہمیشہ سے جملہ اہلِ اسلام تمام ممالک اور بڑے بڑے شہروں میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں محافلِ میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں اور اس کے معیار اور عزت وشرف کو عمدہ ضیافتوں اور خوبصورت طعام گاہوں (دسترخوانوں) کے ذریعے برقرار رکھا۔ اب بھی ماہِ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات دیتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرتے ہیں۔ بلکہ جونہی ماہِ میلادُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قریب آتا ہے خصوصی اہتمام شروع کردیتے ہیں اور نتیجتاً اس ماہِ مقدس کی برکات اللہ پاک کے بہت بڑے فضلِ عظیم کی صورت میں ان پر ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ بات تجربے سے ثابت ہے جیسا کہ امام شمسُ الدین بن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ماہِ میلاد کے اس سال مکمل طور پر حفظ وامان اور سلامتی رہتی ہے اور بہت جلد تمنائیں پوری ہونے کی بشارت ملتی ہے۔[13]

---

(1) مواہب لدنیہ، 1/44 (2) سیر اعلام النبلاء، 16/274 (3) المورد الروی فی مولد النبی، ص31 (4) الطالع السعید، ص478، الحاوی للفتاوی، 2/230 (5) اللامع اللطیف، ص285 ملتقطاً (6) المورد الروی فی مولد النبوی، ص30 (7) سابقہ حوالہ، ص31 (8) سابقہ حوالہ، ص34 (9) سیرت حلبیہ، 1/123 (10) المورد الروی فی مولد النبوی، ص34 (11) الحاوی للفتاوی، 1/221 (12) سابقہ حوالہ، 1/229 (13) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/392 ملتقطاً۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 8 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کتنی محبت کرنی چاہئے؟

سوال: پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کتنی محبت کرنی چاہئے؟

جواب: پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے اپنے ماں باپ، آل اولاد اور ہر پیاری چیز سے بڑھ کر محبت کرنا ضروری ہے۔ "خطباتِ رضویہ" میں ہے: اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ یعنی خبر دار! اس کا ایمان نہیں جس کو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت نہیں۔

(خطباتِ رضویہ، ص6، دلائل الخیرات، ص47-مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

نُقُوشِ اُلفتِ دنیا مرے دل سے مٹا دینا
مجھے اپنا ہی دیوانہ بنانا یارسُولَ اللہ

(وسائلِ بخشش مرمم، ص327)

2 کس کس چیز پر ایمان لانا ضروری ہے؟

سوال: کس کس چیز پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب: سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جو بھی لائے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر قراٰنِ کریم نازل ہوا اس کے ہر ہر حرف پر ایمان لانا اور یہ یقین رکھنا بھی ضروری ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جو فرمایا وہ حق ہی فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زبان پر جو بھی جاری ہوا وہ حق جاری ہوا۔ ایمان یہ ہے کہ اللہ پاک اور اس کے سارے اَنبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام ضروریاتِ دین کو صدقِ دل سے تسلیم کیا جائے۔ (مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

3 سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پہلی وحی کی خبر سب سے پہلے کس کو دی؟

سوال: جب پہلی وحی نازل ہوئی تو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سب سے پہلے کس سے بیان فرمائی؟

جواب: جب پہلی وحی نازل ہوئی تو سب سے پہلے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرتِ بی بی خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/97-مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

4 بارھویں شریف پر ہر چیز نئی کیوں استعمال کی جائے؟

سوال: یاسیدی! بارھویں شریف پر آپ کی اکثر چیزیں نئی ہوتی ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: خوشی اور عید کے موقع پر انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ نئی چیزیں استعمال کرے، اور عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تو عیدوں کی بھی عید ہے، یہ عید نہ ہوتی تو نہ بقر عید ہوتی اور نہ عیدُ الفطر۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

(حدائقِ بخشش، ص178)

ہر چیز نئی ہونا ممکن نہیں ہے، مکان کہاں سے نیا لائیں گے؟ اور بھی کئی چیزیں ہیں جو طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اِنسان نئی نہیں لے سکتا۔ لیکن جتنی حیثیت ہو اتنی نئی چیزیں ہونی چاہئیں،

جیسے عمامہ، ٹوپی، سربند، چادر، لباس، گھڑی، نقشِ نعلین پاک، چشمہ، چپل، قلم، عطر کی شیشی اور مدنی جھنڈا وغیرہ چیزیں میں نئی لیتا ہوں۔ پرانی چیزیں بھی استعمال میں آجاتی ہیں، جیسے میرا چپل کا استعمال کم ہے، کیونکہ حفاظتی امور (Security) کی وجہ سے عام طور پر میرا باہر جانا بہت کم ہوتا ہے، یوں میری چپل برسوں چل جاتی ہے۔ اسی طرح چشمہ عموماً تحریری کام کے وقت استعمال کرتا ہوں، اس لئے یہ چیزیں کبھی نئی لیتا ہوں کبھی نہیں لیتا، یہ میرا انداز ہے، اگر آپ کو پسند آتا ہے تو آپ بھی یہ اپنا لیجئے۔

آئی نئی حکومت، سکّہ نیا چلے گا
عالَم نے رنگ بدلا، صبحِ شبِ ولادت

(ذوقِ نعت، ص95)

جشنِ ولادت کی رات اور صبحِ بہاراں کے لئے یہ انداز اپنائیں، اللہ کرے محبت کا یہ انداز بارگاہِ رسالت میں قبول ہوجائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(مدنی مذاکرہ، 2ربیع الاول 1441ھ بالتغیر)

5 نئی چیزیں ربیعُ الاوّل کی کس تاریخ سے استعمال کی جائیں؟

سوال: نئی چیزیں پہلی ربیعُ الاوّل سے استعمال کریں یا12 ربیعُ الاوّل سے؟

جواب: ہم نے جو ترغیب دی ہے وہ12 ربیعُ الاوّل کی ہے، 11 ربیعُ الاوّل کی شام سے اہتمام کرلیا جائے۔

(مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

6 چندہ لے کر محفلِ میلاد کرنا کیسا؟

سوال: ربیعُ الاوّل شریف میں گلیاں سجائی جاتی ہیں تو اس کے لئے گھروں اور دکانوں پر جاکر چندہ لینا کیسا؟ نیز اگر بڑی محفلِ میلاد کروانی ہو تو چندہ کرکے محفل کرنا کیسا؟

جواب: جشنِ ولادت کے موقع پر اگر گلی سجانی ہے اور عاشقانِ رسول اس کے لئے چندہ اکٹھا کریں تو کوئی حرج نہیں جبکہ چندہ لینے کے لئے کسی کو دھمکی نہ دیں، کسی پر ظلم نہ کریں، اگر کوئی چندہ نہیں دیتا تو اسے ڈی گریڈ نہ کیا جائے اور اسے کنجوس وغیرہ نہ بولا جائے کہ یہ دل آزاری کا سبب اور گناہ کا کام ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 3ربیع الاول 1441ھ)

7 ربیعُ الاوّل میں جُمعہ کا روزہ رکھنا کیسا؟

سوال: کیا ربیعُ الاوّل کے مہینے میں جُمعہ کے دن کا روزہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ خاص اس لئے روزہ رکھنا کہ جُمعہ ہے تو جُمعہ کا روزہ رکھتا ہوں، یہ مکروہ ہے۔ لیکن یہ مکروہ ناجائز والا مکروہ نہیں ہے، بس ناپسندیدہ ہے۔ البتہ ویسے ہی کسی نے روزہ رکھ لیا یا جُمعہ کے دن چھٹی ہے، اس لئے روزہ رکھ لیا تو اب یہ مکروہ تنزیہی یعنی ناپسندیدہ بھی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 10/559 ماخوذاً۔ مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

8 پھولے نہیں سماتے ہیں عطّار آج تو

سوال: اِس شعر کی وضاحت فرمادیجئے:

پھولے نہیں سماتے ہیں عطّار آج تو
دُنیا میں آج حامیِ عطّار آگئے

(وسائلِ بخشش مرمم، ص512)

جواب: "پھولے نہیں سمانا" ایک محاورہ ہے، جسے بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہو اُس کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ جب کسی کا پیارا اور محبوب آتا ہے تو اُسے بہت خوشی ہوتی ہے اور آج (یعنی 12 ربیعُ الاوّل کو) اللہ کے پیارے، اللہ کے محبوب اور غم خوارِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے ہیں اس لئے آج "عطّار"[1] بہت خوش، بہت خوش اور بہت خوش ہے کہ اس کے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آج وِلادت ہوئی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

(1) امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کا تَخَلُّص "عطّار" ہے۔ تَخَلُّص: شاعر کا وہ مختصر نام جسے وہ اپنے اشعار میں استعمال کرتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص376)

دَارُالاِفتَاءِ اَہلِسنّت

دارالافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 ربیع الاول کی سجاوٹ اور فلاحی کاموں میں حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میلادشریف کے موقع پر جو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے سجاوٹ وغیرہ کی جاتی ہے، بعض لوگ اس پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بجائے فلاحی کاموں مثلاً کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرنے، کسی غریب کی بیٹی کی شادی کرنے وغیرہ کاموں میں اتنی رقم لگادی جاتی۔ حالانکہ ان لوگوں کا اصل مقصود جائز سجاوٹ وغیرہ سے روکنا ہوتا ہے، فلاحی کاموں میں رقم لگوانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس طرح کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

میلادشریف کے موقع پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے سجاوٹ و چراغاں وغیرہ کرنا شرعاً جائز ہے اور اچھی نیت مثلاً اللہ تعالیٰ کی نعمت کا چرچا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اظہارِ محبت وغیرہ ہو تو باعثِ ثواب بھی ہے۔ اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے، جائز کاموں پر اپنا مال خرچ کرنا شرع میں ممنوع نہیں ہے۔ فلاحی کاموں کی وجہ سے زندگی کے دوسرے شعبہ جات میں اس طرح کی پابندیاں ایسے لوگ نہیں لگاتے مثلاً ایسے لوگ یہ نہیں کہتے کہ: "لوگ اینڈرائیڈ موبائل کے بجائے سادہ معمولی قیمت والا موبائل لیں اور زائد رقم کو فلاحی کاموں پر خرچ کریں۔ گھروں میں ٹائلیں، مہنگے فانوس، قالین، پردے، صوفے، پلنگ، اے سی، کولر وغیرہ استعمال نہ کئے جائیں، کوٹھیوں اور بنگلوں وغیرہ بڑے گھروں میں کوئی نہ رہے بلکہ بقدرِ ضرورت رقم استعمال کرکے بقیہ رقم فلاحی کاموں میں لگائی جائے۔ اسی طرح عمدہ کپڑے کوئی نہ پہنے، عمدہ کھانے کوئی نہ کھائے، اچھے اسکولوں میں بچوں کو کوئی نہ پڑھائے، مہنگی گاڑیوں میں سفر کوئی نہ کرے، مہنگی گاڑیاں کوئی نہ خریدے، بقدرِ ضرورت یہ چیزیں لے کر بقیہ رقم فلاحی کاموں میں لگائی جائے، شادی کے موقع پر مہنگے ہوٹلوں میں عمدہ کھانوں وغیرہ کا انتظام نہ کیا جائے، جہیز کے نام پر کثیر رقم خرچ نہ کی جائے بلکہ جس طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سادہ جہیز دیا، اسی طرح آج بھی سادہ جہیز دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔" بلکہ زندگی کے ان شعبہ جات میں خود یہ لوگ اپنے معاملے میں بھی اس اصول کو نہیں اپناتے، خود اپنی ذات کے لئے ساری سہولیات اپناتے ہیں، اس وقت غریبوں کی طرف بالکل دھیان نہیں جاتا، نیز شادی، جشنِ آزادی وغیرہ مواقع پر ہونے والی سجاوٹ و لائٹنگ پر بھی ان لوگوں کو غریبوں کا خیال نہیں آتا، جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد صرف اور صرف نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیدائش مبارک کے موقع پر خوشی کرنے سے، سجاوٹ وغیرہ کرنے سے لوگوں کو روکنا ہے۔ حالانکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو زینت لوگوں کے لیے نکالی اسے کس نے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ

علیہ واٰلہٖ وسلَّم یقیناً اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں اور اس عمل سے آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا خوب چرچا ہوتا ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہر پیر شریف کو روزہ رکھ کر اپنا میلاد شریف منایا ہے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان مسجد میں حلقہ لگائے اس نعمتِ عظمیٰ اور اس کے صدقے ملنے والی ہدایت پر اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے، جس پر ربِّ رحمٰن جلَّ جلالہٗ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُصَدِّق	مُجِیْب
مفتی محمد ہاشم خان عطاری	محمد عرفان مدنی

2 نامِ رسالت یا گنبدِ خضریٰ والا کیک

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ربیع الاول شریف میں کئی لوگ جشنِ عید میلادُ النّبی کے موقع پر کیک (cake) کاٹتے ہیں تو اس کیک پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام مبارک، گنبدِ خضریٰ شریف یا کعبہ شریف کا نقشہ بنا ہوتا ہے، اس کو چھری وغیرہ سے کاٹا جاتا ہے، کیا اس طرح کرنا درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

کیک (cake) پر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام مبارک، کعبہ معظمہ یا گنبدِ خضریٰ کا نقشہ بنا کر اس پر چھری چلانا، اس کو کاٹنا ادب کے خلاف ہے، اس میں یہ قباحت ہے کہ لوگ کہیں گے: کیک کاٹنے والے نے گنبدِ خضریٰ یا کعبۂ معظمہ کو کاٹ دیا، ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا، ان کو کھالیا، معاذ اللہ۔ اور حکمِ شرع یہ ہے کہ جس طرح آدمی کے لئے برے کام سے بچنا ضروری ہے، یونہی برے نام و بری نسبت سے بھی بچنا چاہیے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُصَدِّق	مُجِیْب
مفتی محمد ہاشم خان عطاری	ابو واصف محمد آصف عطاری

3 ربیع الاول کی سجاوٹ اور بدنگاہی کا اندیشہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ ماہِ ربیع النور میں میلادُ النّبی کے سلسلے میں جو گلیاں اور بازار سجائے جاتے اور لائٹنگ کی جاتی ہے تو عورتیں اسے دیکھنے آتی ہیں جس سے بدنگاہی کا احتمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلے کی وجہ سے سجاوٹ چھوڑ دی جائے یا جاری رکھی جائے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سیّدُ المرسلین، خاتمُ النّبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلادِ مبارک کے مہینے ربیع الاول میں مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ کے اس عمیم و عظیم فضل و رحمت کے حاصل ہونے پر بطورِ تشکر، اظہارِ مسرت و تحدیثِ نعمت کے لئے مروجہ جائز طریقے جیسے لائٹنگ کرنا اور پھولوں کی لڑیوں وغیرہ سے گلی محلے سجانا وغیرہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ اُمور بلاشبہ شرعاً جائز و مستحسن ہیں جن پر قرآن و سنّت اور علمائے اُمّت سے کثیر دلائل موجود ہیں۔ رہی بات ان چند غیر شرعی باتوں کی کہ جو اس معاملے میں بعض جاہل اور ناسمجھ لوگوں کی طرف سے صادر ہوتی ہیں، جن میں سے بعض جگہوں پر بے پردہ عورتوں کا سجاوٹ دیکھنے آنا ہے، تو اس بنا پر وہ عمل کہ شریعت کی نظر میں مستحسن و خوب ہے ہر گز ممنوع و ناجائز نہ ہو جائے گا۔ بلکہ وہ اچھا عمل باقی رکھتے ہوئے اس میں آنے والی خرابی اور پیدا ہو جانے والی خامی دور کی جائے گی۔ جیسا کہ ایک ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی اتنی سمجھ رکھتا ہے کہ مثلاً شادی جو یقیناً ایک اچھا فعل ہے اسے لوگوں کی جاہلانہ غیر شرعی رسوم کی وجہ سے حرام قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس میں پائی جانے والی ناجائز باتیں ہی ختم کرنے کا کہا جائے گا۔ اسی طرح عام فہم انداز میں بات سمجھانے کے لئے مثال دی جاتی ہے کہ کپڑے پر نجاست لگ جائے تو کپڑا نہیں پھاڑا جائے گا بلکہ صرف نجاست دور کی جائے گی، اور بہت موٹی عقل والے کو بھی یہ موٹی سی مثال ضرور سمجھ آسکتی ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھتی ہو تو خواہ کتنی ہی بار ایسا کرنا پڑے مکھی ہی اڑائی جائے گی، ناک ہر گز نہیں کاٹیں گے۔ لہٰذا سوال میں مذکور صورت میں بھی بہر حال ان عورتوں کے وہاں آنے کے سدِّ باب کے لئے ممکنہ ضروری اقدامات کئے جائیں اور اپنا یہ اچھا عمل جاری رکھتے ہوئے اسے حتی الامکان غیر شرعی باتوں سے بچایا جائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُصَدِّق	مُجِیْب
مفتی محمد ہاشم خان عطاری	ابو رجا محمد نور المصطفیٰ عطاری مدنی

بنے دو جہاں تمہارے لئے

مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی*

اللہ پاک کی عطا سے رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ایک خصوصی شان یہ ہے کہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السَّلام سمیت ساری مخلوق آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔[1]

4احادیثِ قُدسیہ: اے عاشقانِ رسول! آسمان و زمین، فرشتوں، جنّات اور جنّت سمیت تمام مخلوق کا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے بنایا جانا کثیر روایات سے ثابت ہے۔ 4روایات ملاحظہ فرمائیے:

(1) حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ پاک نے حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السَّلام کی طرف وحی فرمائی: یَا عِیْسٰی آمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَاْمُرْ مَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ یعنی اے عیسیٰ! محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمّت میں سے ان کا زمانہ پانے والوں کو بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اگر محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ہی جنّت و دوزخ بناتا۔[2]

امام محمد بن عبد الباقی زُرقانی مالکی رحمۃُ اللہ علیہ اس روایت کے تحت فرماتے ہیں: وَھُوَ لَا یُقَالُ رَاْیًا فَحُکْمُہُ الرَّفْعُ یعنی اس طرح کی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی لہٰذا اس روایت کا حکم مرفوع روایت کا ہے (یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سُن کر بیان کی ہے)۔[3]

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃُ اللہ علیہ نے سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے متعلق اپنی مایہ ناز کتاب "سُبُلُ الْھُدٰی وَالرَّشَاد فِیْ سِیْرَۃِ خَیْرِ الْعِبَاد" میں ایک پورے باب (Chapter) کا نام یہ رکھا: خَلْقُ آدَمَ وَجَمِیْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ لِاَجْلِہٖ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم یعنی حضرت آدم علیہ السَّلام اور ساری مخلوق کا سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے تخلیق کیا جانا۔ اس باب میں مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام جمالُ الدّین محمود بن جُملہ رحمۃُ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سوا کسی اور نبی یا کسی فرشتے کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔[4]

(2) حضرت سیّدنا جبریلِ امین علیہ السَّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے: آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا یعنی بے شک میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اے محبوب! میرے نزدیک آپ کی جو قدر و منزلت ہے وہ ان پر ظاہر کروں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو تخلیق نہ فرماتا۔[5]

ہوتے کہاں خلیل و بِنا کعبہ و منیٰ
لَوْلَاکَ والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے[6]

(3) جب اللہ پاک نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السَّلام کو پیدا فرمایا تو آپ نے عرش پر نورِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ فرما کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے رب! یہ نور کیسا ہے؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ھٰذَا نُوْرُ نَبِیٍّ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَاہُ مَا خَلَقْتُکَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا یعنی یہ آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے جن کا آسمان (کے فرشتوں) میں (مشہور نام) احمد جبکہ زمین (والوں) میں (مشہور) نام محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آپ کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمان و زمین کو بناتا۔[7]

زمیں آسماں کچھ بھی پیدا نہ ہوتا
نہ ہوتی جو منظور خِلقت تمہاری[8]

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

4 ایک حدیثِ قُدسی میں فرمایا گیا: لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا وَّلَا جِنًّا وَّلَا مَلَکًا یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جنّات وفرشتوں کو پیدا نہ فرماتا۔[9]

دنیا کی کیا مجال: امام شَرَفُ الدّین محمد بن سعید بُوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہورِ زمانہ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

وَكَيْفَ تَدْعُو اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ
لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

یعنی دنیا کی ضرورتیں اس مبارک ہستی کو اپنی طرف کیسے بلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وُجود میں نہ آتی۔

علّامہ سیّد عمر بن احمد آفندی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس شعر میں اس حدیثِ قُدسی کی طرف اشارہ ہے: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا۔[10] افلاک (آسمانوں) سے مراد دنیا میں موجود ہر چیز ہے، گویا جُز (Part) بول کر کُل مراد لیا گیا ہے۔ نیز اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ معراج کی رات جب سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی کے مقام پر پہنچ کر اللہ پاک کے لئے سجدہ کیا تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ خَلَقْتُہٗ لِاَجْلِکَ یعنی اے میرے پیارے! میں ہوں اور تم ہو، اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سب میں نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ اس موقع پر اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کی: اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ تَرَکْتُہٗ لِاَجْلِکَ یعنی اے میرے مالک! میں ہوں اور تیری ذاتِ پاک ہے، اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سب میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔ نیز اس شعر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تابع ہے، آپ اور آپ کے اصحاب کے لئے بنائی گئی ہے، پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ یہ مبارک ہستیاں دنیا کے تابع ہوجائیں یا دنیوی خواہشات سے مغلوب ہوجائیں۔[11]

امام اہلِ سنّت کے 4 فرامین: اے عاشقانِ رسول! کئی علمائے اسلام نے رحمتِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے باعثِ تخلیقِ کائنات ہونے کو بیان فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے ایک ایسے عظیم عاشقِ رسول کے 4 فرامین پیش کئے جاتے ہیں جن کا ہر ہر فرمان عین قراٰن وسنّت کے مطابق ہوتا ہے اور جن کی کتاب کا حوالہ دیکھ کر عاشقانِ رسول کے دل مطمئن ہوجاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: 1 یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزّوجل نے تمام جہان حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لئے بنایا، اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ "تَلَأْلُؤُ الْاَفْلَاکِ بِجَلَالِ اَحَادِیْثِ لَوْلَاکَ" میں ہے۔[12] 2 خدائی (یعنی مخلوق) کی پیدائش بطفیل حضور سیّدِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم ہے۔ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، حضور تُخمِ وُجود واصلِ موجودات ہیں صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم۔[13] 3 حضرتِ حق عزّ جلالہ (اللہ پاک) نے تمام جہان کو حضور پُرنور محبوبِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، تو سارا جہان ذاتِ الٰہی سے بواسطۂ حضور صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔[14] 4 ہاں ہاں لَا وَاللہِ ثُمَّ بِاللہِ ایک دَفعِ بَلا و حُصولِ عطا کیا (یعنی اللہ پاک کی قسم! پھر دوبارہ اللہ پاک کی قسم! صرف مشکلات کا خاتمہ اور عطاؤں کا حصول ہی نہیں بلکہ) تمام جہان (Universe) اور اس کا قیام، سب انہیں کے دَم قدم سے ہے۔ عالَم جس طرح ابتدائے آفرینش (یعنی اپنی تخلیق کے معاملے) میں ان کا محتاج تھا، یونہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے۔ آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فَنائے مُطلَق (یعنی سب کچھ ختم) ہوجائے۔[15]

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے[16]

---

(1) مواہبِ لدنیہ، 2/271، سیرتِ حلبیہ، 3/422 (2) مستدرک، 3/516، حدیث: 4285 (3) زرقانی علی المواہب، 7/186 (4) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/74 (5) خصائصِ کبریٰ، 2/330 (6) حدائقِ بخشش، ص203 (7) مواہبِ لدنیہ، 1/35، زرقانی علی المواہب، 1/85 (8) شمائمِ بخشش، ص59 (9) جواہر البحار، 3/42 (10) حضرت علّامہ مولانا علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں: ان الفاظ کے ساتھ وارد نہیں لیکن معنیٰ صحیح ہیں۔ (الزبدۃ فی شرح البردۃ، ص258) اس حوالے سے فتاویٰ ملک العلماء، ص296 کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (11) عصیدۃ الشہدۃ شرح قصیدۃ البردۃ، ص118 (12) فتاویٰ رضویہ، 29/113 (13) فتاویٰ رضویہ، 5/301 (14) فتاویٰ رضویہ، 30/667 (15) فتاویٰ رضویہ، 30/404 (16) حدائقِ بخشش، ص178۔

احسان فراموشی
(Ungratefulness)

مولانا ابورجب محمد آصف عطاری مدنی*

ایک شخص کسی گاؤں میں جارہا تھا کہ ایک خوف زدہ بھیڑیا (Wolf) دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور فریاد کرنے لگا: اے رحم دل انسان! شکاری (Hunters) میرے پیچھے پڑے ہیں، تم مجھے اپنے تھیلے میں چُھپالو تو میں عمر بھر تمہارا احسان مند رہوں گا۔ یہ سُن کر اس شخص نے اپنے تھیلے کو خالی کیا اور بھیڑیے کو اس میں چُھپا کر آگے پیچھے وہی چیزیں ٹھونس دیں۔ اتنے میں شکاری بھی آپہنچے اور اس شخص سے پوچھ گچھ کی اور بھیڑیے کی تلاش میں آگے بڑھ گئے۔ ان کے جانے کے بعد بھیڑیے نے آواز دی: میرا دم گھٹ رہا ہے، مجھے باہر نکالو۔ اس شخص نے تھیلا نیچے رکھا اور بھیڑیے کو باہر نکال دیا۔ تھیلے سے باہر آتے ہی بھیڑیے نے نوکیلے دانت دکھا کر کہا: بھوک سے میری جان نکل رہی ہے اور میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے میں تمہارا گوشت کھاؤں گا۔ یہ کہہ کر احسان فراموش بھیڑیے نے حملہ کردیا، وہ شخص اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی دوران میں اسے ایک بوڑھا آتا دکھائی دیا۔ وہ بوڑھے کی طرف دوڑ پڑا۔ ”کیا ہوا؟“ بوڑھے نے اسے ہانپتا کانپتا دیکھ کر پوچھا۔ اس شخص نے پھولی ہوئی سانسوں کے دوران بتایا: اس بھیڑیے کے پیچھے شکاری لگے ہوئے تھے، میں نے اس کی جان بچائی، مگر اب یہ مجھے کھانے کو دوڑ رہا ہے۔ آپ مہربانی کرکے اسے سمجھائیں، کہ احسان کرنے والے کو دھوکا دینا بُری بات ہے۔ اتنے میں بھیڑیا بھی پہنچ گیا۔ بوڑھے نے اس سے پوچھا: کیوں بھیڑیے! تم احسان فراموشی کیوں کر رہے ہو؟ بھیڑیے نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا: کچھ شکاری مجھے شکار کرنا چاہتے تھے تو میں نے اس سے مدد مانگی، اس نے میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر تھیلے میں ٹھونس دیا، اور فالتو کا سامان بھی اُوپر سے بھر دیا حتّٰی کہ میرے لئے سانس لینا بھی مشکل ہوگیا، پھر یہ شکاریوں سے کافی دیر تک باتیں کرتا رہا تاکہ میں بے ہوش ہوجاؤں اور یہ مجھے لے جاکر فروخت کردے اور رقم کمائے، اب تو میں اس کا گوشت کھا کر رہوں گا۔ بوڑھا کچھ سوچتے ہوئے بولا: میرا خیال ہے کہ تم بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہے ہو۔ ذرا مجھے تھیلے میں گُھس کر دکھاؤ تاکہ میں اندازہ کرسکوں، واقعی تم سچ ہی کہہ رہے ہو! بھیڑیا جھٹ سے تھیلے میں گُھس گیا۔ اُدھر بوڑھے نے تیزی سے تھیلے کا منہ بند کردیا پھر اس شخص کے ساتھ مل کر بھیڑیے کو خنجر (Dagger) سے ہلاک کردیا، یوں اس شخص کی جان بچ گئی اور احسان فراموش بھیڑیا اپنے انجام کو پہنچا، ”سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے۔“

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! احسان فراموشی کی یہ اسٹوری پڑھ کر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کہیں ہم بھی تو کسی کی احسان فراموشی میں مبتلا نہیں! غور کیا جائے تو انسان اپنی پیدائش سے لے کر موت تک بہت سے احسانات (Favors) کے زیرِ بار ہوتا ہے، اس پر سب سے پہلا احسان ربُّ العٰلمین کا ہے جس نے اسے پیدا کیا، ایمان کی انمول دولت سے نوازا، رزق اور دیگر بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں، اس کے بعد آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احسانات ہیں جن کے صدقے ایمان ملا، رحمٰن کی پہچان ملی، بہترین اُمّت میں اس کا شمول ہوا، انعاماتِ آخرت بصورتِ جنّت کا مستحق ٹھہرا، پھر اس پر عُلَمائے کرام اور فقہائے اسلام کا احسان جنہوں نے شریعت کے احکامات اس تک پہنچائے، اساتذۂ کرام کا بھی اس پر احسان جنہوں نے علمِ دین سکھایا، ماں باپ بھی اس کے مُحسن جو اس کی دنیا میں آمد کا ذریعہ بنے اور اس کی پرورش کی ذمہ داری نبھائی، اس کے اردگرد بسنے والے لوگوں، دوستوں اور رشتہ داروں کے بھی اس پر احسانات ہوتے ہیں، کسی نے خطرے میں اس کی جان بچائی ہوتی

* اسلامک اسکالر، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

ہے، کسی نے تنگ دستی میں اس کی مالی مدد کی ہوتی ہے، کسی نے نوکری دلانے میں مدد کی ہوتی ہے، کسی نے ضرورت کے وقت اسے قرض فراہم کیا ہوتا ہے، کسی نے اس کے تعلیمی اخراجات برداشت کئے ہوتے ہیں، کسی نے بیماری میں مفت دوائیاں مہیا کی ہوتی ہیں، کسی نے مایوسی میں اس کی ہمت بندھائی ہوتی ہے، کسی نے اسے کامیابی کا راستہ دکھایا ہوتا ہے، غمزدہ ہونے پر اس کی دلجوئی کی ہوتی ہے، مفت رہائش فراہم کی ہوتی ہے، الغرض جتنی قسم کی آزمائشیں شمار میں آسکتی ہیں اتنے ہی احسانات بھی گنے جاسکتے ہیں۔

احسانات کا بدلہ چکانے کا طریقہ: جس طرح احسان کرکے جتانا مذموم ہے اسی طرح کسی کے احسان کو بھلانا بھی مذموم ہے جسے ہمارے یہاں احسان فراموشی بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ پاک کے احسانات کا شکر اور اس کی نعمتوں کی قدر کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں بندوں کے احسانات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کریم کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔[1]

ہمارے پیارے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے احسان کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے، چنانچہ فرمایا: ❶ جو تم سے بھلائی کے ساتھ پیش آئے تو اسے اچھا بدلہ دو اور اگر تم اس کی استطاعت نہ رکھو تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔[2] ❷ جسے کوئی چیز عطا کی گئی اگر وہ استطاعت رکھے تو اس کا بدلہ دے، اگر استطاعت نہ ہو تو اس کی تعریف کر دے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔[3] ❸ جس کے ساتھ بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (یعنی اللہ پاک تجھے بہترین جزا دے) کہا تو وہ ثنا کو پہنچ گیا۔[4]

ہماری حالتِ زار: لیکن افسوس! ہمارے معاشرے میں جہاں کردار کی دیگر مثبت خوبیاں (Positive qualities) کم ہوتی جارہی ہیں اسی طرح احسان مندی کا رجحان بھی کم ہوتا جارہا ہے، مردوں اور عورتوں کی بڑی تعداد اللہ کے انعامات اور بندوں کے احسانات کی ناشکری میں گرفتار ہے۔ بیٹا باپ کے احسانات کو تسلیم کرنے کے بجائے کہتا ہے کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا ہے؟ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اللہ پاک کی رضا باپ کی رضا میں ہے جبکہ اللہ پاک کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔[5] شاگرد اُستاذ کے احسانات کو یہ کہہ فراموش کردیتا ہے کہ انہوں نے ہمیں ٹھیک سے نہیں پڑھایا! یا یہ کون سا مفت پڑھاتے تھے! اس کام کی تنخواہ لیتے تھے حالانکہ استاذ کے احسان مند اور احسان فراموش کے متعلق امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: استاذ کو باپ کے برابر شمار کیا گیا ہے، اسی لئے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُكُمْ میں تمہارے لئے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں میں تمہیں علم سکھاتا ہوں۔ بلکہ علما فرماتے ہیں کہ استاذ کے حق کو والدین کے حق پر مقدم رکھنا چاہئے کیونکہ والدین کے ذریعے بدن کی زندگی ہے اور استاذ روح کی زندگی کا سبب ہے۔[6] ملازم سیٹھ کے منہ پر کہہ دیتا ہے مجھے جاب دے کر تم نے کون سا مجھ پر احسان کیا ہے! تم نہ دیتے تو کوئی اور نوکری دے دیتا، کسی ادارے کا سربراہ فنڈ دینے والے کے بارے میں کہتا ہے انہوں نے ہمیں فنڈز دے کر ہم پر کوئی احسان نہیں کیا! شوہر بیوی سے کہتا ہے تم گھر پر سارا دن کرتی کیا ہو؟ بیوی شوہر سے شکوہ کرتی ہے مجھ پر حکم چلانے کے سوا تمہارا کام کیا ہے؟ اگر کبھی شوہر اس کی فرمائش پوری نہ کرپائے تو کہے گی تم نے شادی کے بعد سے آج تک مجھے کونسی چیز لے کر دی ہے؟ تمہارے گھر میں مجھے کوئی سکھ نہیں ملا، رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عورتوں کے کثرت سے جہنم میں جانے کا سبب ان کے اپنے شوہروں کی نعمتوں سے انکار کو قرار دیا اور ارشاد فرمایا: اگر شوہر اپنی کسی بیوی سے ساری عمر حسنِ سلوک سے پیش آئے پھر وہ شوہر میں کوئی عیب دیکھ لے تب بھی یہی کہتی ہے میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔[7]

یاد رکھئے اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی مسلمان کو مالی نقصان پہنچانا، اس کے عیب اُچھالنا، اسے دھوکا دینا، اس سے تکبر کرنا، حسد کرنا، بغض و کینہ رکھنا، اس کی غیبت کرنا، اسے بے عزت کرنا بہت ہی برا ہے لیکن یہ سب کچھ اپنے محسن کے ساتھ کرنا بدترین ہے کیونکہ اس میں احسان فراموشی بھی ہے۔ اللہ پاک ہمیں شکر گزاری اور احسان مندی کی خوبی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ابوداؤد، 4/335، حدیث: 4811 (2) نسائی، ص422، حدیث: 2564 (3) ترمذی، 3/417، حدیث: 2041 (4) ترمذی، 3/417، حدیث: 2042 (5) ترمذی، 3/360، حدیث: 1907 (6) فتاویٰ رضویہ، 24/420 (7) بخاری، 1/23، حدیث: 29

سنتوں پر عمل

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

عظیم حنبلی بزرگ حضرت سیّدُنا ابوالحسن علی بن حسین عُکبَری رحمۃ اللہ علیہ کا رمضانُ المبارک کے بابرکت مہینے میں حالتِ نماز میں وصال ہوا، آپ بہت نیک، متقی اور باعمل عالمِ دین تھے، ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شافعی فقیہ حضرت ہِبَۃُ اللہ طَبَری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 418ھ) کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ پاک نے میری مغفرت فرمادی۔ عرض کی: کس سبب سے؟ فرمایا: سنّت کی وجہ سے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! سچے عاشقِ رسول کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کے مطابق گزارتا ہے، بلکہ اس پر تو یہ دُھن سوار رہتی ہے کہ کسی طرح اسے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کوئی سنّت پتا چل جائے تاکہ اس پر عمل کرکے وہ دونوں جہاں کی سعادتوں میں سے حصہ پائے، یقیناً سنّتوں پر عمل بے شمار برکتوں کو پانے کا ذریعہ جبکہ ترکِ سنّت بڑے خسارے کا سبب ہے۔

سنّتوں پر عمل کی برکات: ❁ سنّت پر عمل کرنا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کامل محبت کی نشانی ہے[2] ❁ سنّت پر عمل کرنا جنّت میں داخلے کا سبب ہے[3] ❁ سنّت پر عمل کرنے والے کو جنّت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ نصیب ہوگا[4] ❁ بدعت، جہالت اور فسق یعنی گناہوں کے غلبے کے وقت سنّت پر عمل کرنے والے کو 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا[5] ❁ سنّت پر عمل کرنے والے کو قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا[6] ❁ سنّت پر عمل کرنے اور اسے دوسروں کو سکھانے والوں کے لئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی اور ایسوں کو اپنا نائب قرار دیا ہے۔[7]

سنّتوں کو ترک کرنے کے نقصانات: سنّتِ مؤکّدہ کو ترک کرنے والے پر اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی لعنت کی وعید ہے۔[8] اس کے ترک پر معاذاللہ شفاعتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محرومی کی وعید بھی ہے۔[9] اس کے ترک کی عادت بنانے سے آدمی گناہ گار اور فاسق ہوتا ہے۔[10] اس کا ترک گمراہی کا سبب ہے۔[11] اس کے ترک پر خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔[12] (معاذاللہ) گھٹیا سمجھتے ہوئے اور جان بوجھ کر سنّتوں سے منہ موڑنے والا یا ان میں سے بعض کو چھوڑنے والا کافر اور ملعون ہے۔[13]

اسلاف کا جذبۂ اتباعِ ادائے مصطفےٰ: اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے طریقوں اور آپ کی سنّتوں پر عمل کے معاملے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کس سوچ کے مالک تھے ملاحظہ کیجئے: ایک مرتبہ مولائے کائنات حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہوئے اور سواری کی دعائیں وغیرہ پڑھنے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

کے بعد مسکرائے، آپ سے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمانے لگے کہ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو میں نے اس طرح کرتے دیکھا تھا اس لئے میں نے بھی ایسا کیا۔[14]

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جب کوئی حاضر ہو کر سفر پر جانے کا بتاتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے: ٹھہرو! میں تمہیں اسی طرح الوداع کرتا ہوں جیسے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے۔[15]

ایک مرتبہ مسجدِ نبوی شریف میں حضرت سلمہ بن اَکْوَع رضی اللہ عنہ نے ایک ستون کے پاس نماز ادا کی، کسی نے عرض کی کہ آپ نے بڑے اہتمام کے ساتھ اس ستون کے پاس نماز ادا کی ہے (اس کی کیا وجہ ہے؟)، تو فرمایا: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اہتمام کے ساتھ اس ستون کے پاس نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (اس لئے ایسا کیا)۔[16]

سنّت پر عمل کے معاملے میں عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت کا عمل بھی قابلِ تعریف رہا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو وُضو کے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی، مگر مسواک انہیں نہ ملی تو اس سنت کی ادائیگی کے لئے انہوں نے ایک دینار (یعنی سونے کے ایک سکّے) کے عوض مسواک خریدی۔ کسی نے کہا کہ آپ نے تو مسواک کے لئے بہت زیادہ خرچ کر دیا! آپ نے فرمایا: اگر بروزِ قیامت اللہ پاک نے مجھ سے پوچھ لیا کہ تو نے میرے نبی کی سنّت (مسواک) کیوں ترک کی؟ تو میں کیا جواب دوں گا![17] حضرت سیّدنا مجدِّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے: اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے سے یہ زمانہ بہت دور اور فاسد ہو گیا (یعنی بگڑ گیا) ہے، بدعت و فجور کی تاریکیاں شامل ہو گئی ہیں، ان تاریکیوں میں چراغِ سنت کی روشنی کے بغیر نجات کی راہ نہیں پا سکتے۔[18] ایک مرتبہ بانیِ جامعہ اشرفیہ مبارک پور (ہند)، حضور حافظِ ملّت حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں پاؤں میں زخم ہو گیا، دوا لگانے کے لئے آپ نے پہلے بائیں پاؤں کا موزہ اتارا پھر دائیں کا، کسی نے عرض کی: حضرت! زخم تو دائیں پاؤں میں ہے تو پھر بائیں پاؤں کا موزہ کیوں اتارا؟ آپ نے فرمایا: بائیں یعنی الٹے پاؤں کا پہلے اُتارنا سنّت ہے اس لئے۔[19]

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بہت ساری سنّتیں تو ایسی ہیں کہ ذرا سی توجہ دینے اور کوشش کرنے سے ان میں سے کئی سنّتوں پر آپ عمل کرسکتے ہیں، مثلاً کھانا کھانے سے پہلے اور بعد دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولیجئے، کھانے کے بیان کردہ تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے کے مطابق زمین پر بیٹھ کر کھانا کھائیے، کھانا سیدھے ہاتھ سے کھائیے، یوں ہی پانی پینا ہو تو سیدھے ہاتھ سے اور بیٹھ کر پیجئے، گھر، دفتر، اسکول، کالج، مدرسے، بس، ٹرین وغیرہ میں آتے جاتے اور گلیوں سے گزرتے ہوئے راستے میں کھڑے اور بیٹھے مسلمانوں کو سلام کیجئے، کسی سے ہاتھ ملانا ہو تو ایک ہاتھ کے بجائے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیجئے، سونا ہو تو سنّت کے مطابق دائیں کروٹ پر لیٹئے اور ان کے علاوہ دیگر سنّتوں پر بھی سنّت کی ادائیگی کی نیت سے عمل کی کوشش کیجئے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ خاتمِ النّبیّین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تری سنّتوں پہ چل کر مری روح جب نکل کر
چلے تو گلے لگانا مدنی مدینے والے

(1) سیر اعلام النبلاء، 13/270، رقم: 3788 (2) مراٰۃ المناجیح، 1/422، تحت الحدیث: 175 (3) ترمذی، 4/233، حدیث: 2528 (4) ترمذی، 4/309، حدیث: 2687 (5) ... المصابیح، 1/55، حدیث: 175 (5) مراٰۃ المناجیح، 1/422، تحت الحدیث: 176 (6) شرح الزرقانی علی موطا، 4/469، تحت الحدیث: 1841 (7) جامع بیان العلم وفضلہ، ص66، حدیث: 201 (8) مستدرک، 3/375، حدیث: 3995، الحدیقۃ الندیۃ (مترجم)، ص443 (9) بہار شریعت، 1/662 (10) ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص288 (11) مسلم، ص257، حدیث: 1488، بہار شریعت، حصہ4، ص662 (12) مراٰۃ المناجیح، 2/78 (13) مراٰۃ المناجیح، 1/311، تحت الحدیث: 109 (14) ترمذی، 5/278، حدیث: 3457 (15) ترمذی، 5/277، حدیث: 3454 (16) مسند احمد، 5/550، حدیث: 16516 (17) روح البیان ... ص38 ملخصاً (18) ... المقامات، ص281 ... (19) نیکی کی دعوت، ص213 ملخصاً

”تناسخ یا آواگون“ اسلامی نقطۂ نظر سے (قسط:02)

آواگون پر کچھ سوالات اور جوابات

مفتی محمد قاسم عطاری*

کچھ ماہرین نفسیات (Psychologists) کی طرف سے روح کے متعلق کئی دعوے سامنے آئے۔ وہ دعوے اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

دعویٰ: ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر نے دعویٰ کیا کہ کائنات میں موجود ایک ماسٹر اسپرٹس (Master Spirit) نے کسی مریضہ (patient) کے ذریعے ڈاکٹر کو بتایا کہ قدرت، روح کو تعلیم اور ٹریننگ کے لئے دنیا میں بھجواتی ہے۔

جواب: کسی نفسیاتی ڈاکٹر کا بغیر کسی حقیقی مضبوط دلیل کے یہ دعویٰ، بے اصل اور ناقابل قبول ہے۔ روح کے متعلق خالقِ کائنات کا فرمان ہے: ﴿وَیَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِؕ-قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا(۸۵)﴾ ترجمہ: اور تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ: روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ (پ15، بنی اسرائیل:85)

روح کے متعلق جتنی معلومات ہیں، اگر تو خود قرآن و حدیث سے ہیں تو سو فیصد معتبر ہیں اور اگر اولیاءِ کاملین کے مشاہدات و مکاشفات و الہامات سے ہیں تو ان کے ذریعے قرآن و حدیث والے یقین سے نچلے درجے کا علم حاصل ہوگا اور اگر عام لوگوں کے خوابوں اور کیفیتوں سے ہیں تو ان پر ایک گمان تو قائم ہو سکتا ہے، یقین نہیں اور گمان بھی تب ہو سکتا ہے جبکہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو، ورنہ ان کے مقابلے میں ہر شے مسترد (Rejected) ہے۔ اور اگر روح کے متعلق حاصل ہونے والی معلومات عام لوگوں یا نفسیات دانوں کے تجربات سے ہیں تو تجربے کی قطعیت، حتمیت اور کثرت دیکھ کر کوئی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے جبکہ آج تک کے عمومی تجربات، بہت مبہم (Ambiguous) ہیں، جن کی قطعیت ثابت نہیں اور ان تجربات کے حقیقی اسباب (real reasons) معلوم نہیں کہ وہاں روح کا معاملہ ہے یا دماغ کی قوت کا یا جنات و شیاطین کا۔

دعویٰ: نفسیات دان نے کہا: روحوں نے بتایا کہ عالم ارواح میں سات درجے ہیں، ایک درجے کی روح جب تک اس درجے کی تعلیم مکمل نہیں کر لیتی یہ اس وقت تک بار بار پیدا ہوتی رہتی ہے اور جب اس کی ٹریننگ (Training) مکمل ہو جاتی ہے تو یہ

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

اگلے درجے میں چلی جاتی ہے اور پھر اس درجے میں پیدا ہونے لگتی ہے اور جب وہ درجہ بھی مکمل ہو جاتا ہے تو یہ اگلے درجے میں چلی جاتی ہے۔

جواب: یہ محض ایک دعویٰ ہے، جس کی بنیاد کسی نفسیاتی مریض (psychiatric patient) یا مریضہ کے اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر کچھ بول دینے پر ہے۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ایسے بے دلیل دعووں کو شاید ہی کوئی عقلمند قبول کر سکے۔ اگر کل کوئی شخص یہ دعویٰ کر دے کہ عالم ارواح کے پچیس درجے ہیں اور تین جنموں کے بعد ترقی کر کے آدمی اگلے درجے میں چلا جاتا ہے تو بتائیے! اس دعوے کے رد کی کیا دلیل ہو گی؟ لہٰذا نفسیاتی ڈاکٹر کا دعویٰ بلا دلیل ہے جو معتبر نہیں۔

دعویٰ: روحوں نے بتایا: تم انسان، روحانی تجربے نہیں کر رہے بلکہ روحیں انسانی تجربات کر رہی ہیں۔

جواب: یہ بھی دعویٰ ہی ہے جو قرآن و حدیث اور لاکھوں اولیاء کے کروڑوں تجربات کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی معراج، حضرت ابراہیم علیہ السَّلام کے آسمان و زمین میں خدا کی بادشاہت کے مشاہدات، حضرت موسیٰ علیہ السَّلام کے کوہِ طور پر تجلّیِ ربانی کا مشاہدہ کرنے کا تذکرہ ہے۔ یہ حقیقی واقعات جسمانی و روحانی دونوں طرح کے تجربات پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ سابقہ آسمانی کتابوں میں انبیاء علیہم السَّلام کے مکاشفات کا ذکر موجود ہے اور اولیاء کرام کے روحانی تجربات و واردات و مشاہدات کا تو شمار ہی نہیں ہے۔ ان سب واقعات میں روحوں کے انسانوں پر تجربات نہیں ہیں بلکہ انسانوں ہی کے جسمانی و روحانی دونوں یا صرف روحانی مشاہدات ہیں۔ لیکن اگر دعوے سے یہ مراد ہے کہ انسانوں کی زندگی کے جملہ امور حقیقت میں روحوں کے انسانوں پر کئے جانے والے تجربات ہیں جو انسانوں کو معلوم ہوں یا نہ ہوں تو یہ ایک فضول قسم کا دعویٰ ہے۔ یا تو اس دعوے کا ثبوت قرآن و حدیث اور اصحابِ باطن اولیاء کرام سے ہو اور یا پھر حقیقتاً روحوں کی ایک بڑی تعداد آ کر یہ بتائے۔ یہ نہیں کہ ایک بندہ بیٹھے بٹھائے خواب و خیال میں یا کسی خللِ دماغی (Mental disorder) میں یا کسی جن بھوت سے رابطے میں ہو اور جن بھوت اسے خود کو روح بلکہ روح الارواح قرار دے کر رنگ برنگے پیغام دیتا رہے اور نفسیات دان سب کو تسلیم کرتا جائے۔

دعویٰ: ماہر نفسیات ڈاکٹر کئی ایسے مریضوں سے ملا جنہوں نے ٹرانس میں پچھلے جنموں کی زبانیں بولنا شروع کر دیں جب کہ یہ نارمل زندگی (Normal life) میں اس زبان (Language) کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے تھے۔

جواب: کسی زبان کو نہ جاننے کے باوجود اس زبان کا بولنا اگر حقیقت میں پایا بھی جائے تو یہ کہاں سے ثابت ہو گیا کہ یہ پچھلے جنم کی زبان ہے؟ کیا زبانوں کے علم اور انسانی دماغ سے اس کے تعلق کی نوعیت نیز انسانی دماغ کے اربوں کی تعداد میں موجود خلیات کے جدا جدا اور باہمی ملاپ سے پیدا ہونے والے تمام فنکشنز (Functions) کا ہمیں علم ہو چکا ہے؟ ہرگز نہیں۔ زبانوں کی صرف تاریخی معلومات (جن کا تعلق عالم باطن سے نہیں بلکہ عالم ظاہر سے ہے) آج تک پوری طرح واضح اور جمع نہیں ہو سکیں بلکہ ماہر لسانیات (Linguists) مزید حقائق کی تلاش اور دریافت میں لگے ہوئے ہیں تو انسانی ذہن کی گہرائی اور وسعت کہاں سے معلوم ہو گئی جو نجانے دماغ کی کن گہرائیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ غیر معلوم زبانیں بولنے پر جنم جنم والی توجیہ، محض ایک توجیہ ہے جس کی حقیقت ہونے کے لئے بہت سے دلائل کی ضرورت ہے اور یہ بھی ثابت نہیں ہو سکے گا کیونکہ روحوں کے خالق، اللہ ربُّ العالمین نے جب آواگون کو مردود قرار دے دیا تو اب معاذ اللہ خدا سے زیادہ جاننے کا دعویٰ کون مردود کر سکتا ہے۔

(مزید سوالات و جوابات اگلے ماہ کے شمارے میں)

دُور اندیش سِپہ سالار

مولانا ابو الحسن عطاری مدنی*

گزشتہ سے پیوستہ

21 فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اَنَا رَسُوْلُ الْمَلْحَمَۃ یعنی میں میدانِ جنگ والا رسول ہوں۔ (1)

محسنِ انسانیت، تاجدارِ رسالت، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کا ایک بہت ہی اہم پہلو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مغازی ہیں۔ ماضی و حال میں علمائے کرام نے اس موضوع پر کثیر کتب لکھی ہیں، بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ پر جو اولین کُتب پائی جاتی ہیں وہ بھی مغازی کے نام ہی سے مرتب ہوئیں۔

اوپر مذکور فرمانِ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسمِ گرامی "رَسُوْلُ الْمَلْحَمَۃ" ذکر ہوا۔ اس اسمِ مبارک میں بھی معانی و مفاہیم اور رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کا بیان ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ مبارکہ کا مغازی کا پہلو دیکھا جائے تو اس اسم کا معنیٰ "ماہر قائد"، "ماہر و دور اندیش سپہ سالار"، "جنگی اصول و قوانین کے ماہر" ہونا واضح ہوتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنگ و جدل کے خون ریز مقصود و مفہوم کو بدل کر رکھ دیا۔ عمومی طور پر جنگ اور لڑائی کے الفاظ سنتے بولتے ہی ذہن میں تباہی و بربادی اور قتل و غارت کا تصور آتا ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پہلے اور موجودہ دور میں بھی اسوۂ نبوی سے دور معاشروں میں جنگ و جدل کا معاملہ بہت خوفناک ہے، مگر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنگ کے جو اصول اور جو قوانین وضع فرمائے ان سے جنگ کا مقصود و پہلو یکسر بدل کر رہ گیا۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی آدمی کو کسی لشکر یا سَرِیّہ کا امیر بناتے تو اسے خاص طور پر اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے پھر انہیں لڑائی سے پہلے کی نصیحت فرماتے کہ جب دشمن سے سامنا ہو تو پہلے اسے اسلام کی دعوت دو اگر وہ مان لیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، اگر نہ مانیں تو انہیں اطاعت کرنے اور جزیہ دینے کی تلقین کرو، اگر وہ مان لیں تو ٹھیک ہے اور اگر وہ جنگ پر ہی بضد ہوں تو اللہ کی مدد سے لڑو۔ (2)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اولین کوشش ہوتی کہ جنگ نہ ہو پھر بھی اگر دشمن کی ہٹ دھرمی اور ضد کے باعث جنگ کی نوبت آہی جاتی تو بھی وصفِ رحمت غالب نظر آتا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک تعلیمات تھیں کہ جنگ میں صرف اسے ہی نقصان پہنچے جو اسلام دشمنی میں لڑنے آیا ہو، کسی بوڑھے، بچے، نہتے اور خواتین، جانوروں یہاں تک کہ درختوں کو بھی نقصان نہ پہنچایا جائے جیسا کہ ذیل کی احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے: "نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ" یعنی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (3)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

ایک جنگ کے موقع پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جرنیلِ اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ حکم بھیجا: ”لَا تَقْتُلَنَّ امْرَاَةً وَّلَا عَسِيفًا یعنی عورت اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کرنا۔“(4)

اسی طرح بے گناہ مردوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے بارے میں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ اسلام کو کیا ہی خوب تعلیم دی: ”وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَاَةً یعنی بوڑھے آدمی، شیر خوار اور نابالغ بچّوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔“(5)

قربان جائیے سپہ سالارِ اعظم جنابِ رسولِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک اُسوہ پر کہ جان کے دشمنوں کے بارے میں بھی کمال شفقت کا پہلو رکھتے۔ ایک موقع پر فرمایا: ”لَا تُمَثِّلُوا“ مُثلہ نہ کرو یعنی لاشوں کی بے حرمتی نہ کرو اور ان کے ہونٹ، ناک، کان وغیرہ نہ کاٹو۔(6)

اسلاموفوبیا کے شکار لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اسلام ایک جارحانہ مذہب ہے اور اس کے پھیلنے کا سبب صرف تلوار ہے۔ یہ ایک سراسر بے بنیاد اور جھوٹا پروپیگنڈا ہے، یہ سچ ہے کہ دفاعِ اسلام و مسلمین کے لئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تلوار بھی اٹھائی اور جنگیں بھی لڑیں، لیکن سیرتِ سرورِ کائنات کا مطالعہ کیا جائے تو اصل حقیقت آشکار ہوتی ہے، اسلام پر ایسی الزام تراشیاں کرنے والوں کو یہ نظر کیوں نہیں آتا کہ اسلام نے 13 سال تک لگاتار ظلم و ستم کی اندوہناک آندھیوں کا سامنا کرنے کے بعد تلوار اٹھائی، غزوۂ بدر میں مشرکینِ مکہ کی لاشوں پر واویلا کرنے والوں کو شعبِ ابی طالب کا تین سال کا وہ محاصرہ کیوں نظر نہیں آتا جس میں شیر خوار بچے بھی پانی کو ترستے تھے اور خاندانِ بنو ہاشم نے گھاس اور پتے کھا کر گزارہ کیا۔ غزواتُ النّبی پر اعتراض کرنے والوں کو دشمنوں کا وہ رویہ کیوں نظر نہیں آتا کہ جب کائنات کا بے ضرر ترین انسان سجدے میں ہوتا ہے اور اس کے اوپر اونٹنی کی بچہ دانی لاکر ڈال دی جاتی ہے، تین سال تک کے لئے ہر طرح کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے، قتل کے منصوبے بنائے جاتے ہیں، وادیِ طائف میں پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا ہے اور وہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسی طرح زخموں سے چُور طائف سے مکہ تک کا سفر کرتے ہیں (موجودہ دور میں یہ سفر بائی روڈ تقریباً 90 کلو میٹر ہے)، یہ سب کچھ صرف ایک بات کے بدلے میں ہوا وہ یہ کہ ”اے لوگو! اللہ ایک ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، اسی کو اپنا معبود مانو۔۔۔“ صرف اس ایک بات پر اس قدر ظلم ڈھائے گئے، اسی بات پر لبّیک کہنے والے غریب اور کمزور اصحاب کو کیسے تپتی ریت اور کوئلوں پر لٹایا گیا، گلیوں میں گھسیٹا گیا، یہاں تک کہ ضعیف العمر بوڑھی بی بی حضرت سُمیّہ رضی اللہ عنہا کو تکلیفیں دے دے کر بالآخر نیزہ مار کر شہید کر دیا، ایسے مظالم بیسیوں بار ہوئے لیکن میرے کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پھر بھی ہر موقع پر بلکہ خونریز میدانِ جنگ میں بھی رحمت و شفقت ہی سے کام لیا۔

بقیہ اگلی قسط میں۔۔۔

---

(1) طبقات ابن سعد، 1/84 (2) مسلم، ص738، حدیث:4522 (3) بخاری، 2/314، حدیث:3015 (4) ابو داؤد، 3/73، حدیث:2669 (5) ابو داؤد، 3/53، حدیث:2614 (6) مسلم، ص738، حدیث:4522۔

خواہشات کا پیالہ

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

کہتے ہیں کسی سلطنت کا بادشاہ ایک روز شاہی دورے کے لئے نکلا۔ واپسی پر محل کے قریب اُسے ایک فقیر نظر آیا جو ایک سائیڈ پر بے نیاز بیٹھا تھا۔ بادشاہ نے کہا: بابا! تمہیں جو چاہئے مجھے بتاؤ، میں دوں گا۔ یہ سُن کر فقیر کی ہنسی نکل گئی۔ بادشاہ نے کچھ سختی سے پوچھا: اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے! اپنی خواہش بتاؤ، میں تمہیں ابھی مالا مال کردوں گا۔ فقیر نے کہا: بادشاہ سلامت! آخر تو آپ ایسے کررہے ہیں جیسے میری ہر خواہش پوری کرسکتے ہوں؟ اب بادشاہ نے برہمی سے کہا: بے شک! آخر میں بادشاہ ہوں۔ فقیر نے اپنی جھولی سے ایک کشکول نکالا اور کہا: اگر آپ کو اپنی دولت پر اتنا ہی ناز ہے تو اِس پیالے کو بھر دیجئے۔ بادشاہ نے حیرت سے کشکول کو دیکھا، وہ سیاہ رنگ کا عام سا لکڑی کا خالی پیالہ تھا۔ اُس نے اِشارے سے ایک وزیر کو قریب بلایا اور حکم دیا: اس پیالے کو سونے کی اشرفیوں سے بھر دو، یہ فقیر بھی کیا یاد کرے گا کہ کیسے سخی بادشاہ سے پالا پڑا تھا! وزیر نے حکم کی تعمیل میں کمر سے بندھی اشرفیوں کی تھیلی کھولی اور پیالے میں خالی کردی۔ سونے کے سکے پیالے میں گرے اور فوراً غائب ہوگئے۔ وزیر نے حیرت سے پیالے میں جھانکا، پھر ایک اور تھیلی کھولی اور پیالے میں ڈال دی۔ اس بار بھی سکے غائب ہوگئے، بادشاہ کے اِشارے پر وزیر نے سپاہیوں کو بھیجا کہ محل میں رکھی اشرفیوں کی کچھ تھیلیاں لے آئیں۔ وہ تھیلیاں بھی ختم ہوگئیں مگر پیالہ ویسے کا ویسا خالی ہی رہا۔ یہ ماجرا دیکھ کر بادشاہ نے خزانے سے قیمتی موتیوں سے بھری ایک بوری منگوائی، وہ بھی خالی ہوگئی۔ اب کی بار بادشاہ کا چہرہ سرخ ہوگیا، اس کی عزت کا سوال تھا، اُس نے ضدی لہجے میں وزیر سے کہا: اور بوریاں منگوالو، جو کچھ بھی ہے اس پیالے میں ڈال دو، اسے ہر حال میں بھرنا چاہئے۔ وزیر نے ایسا ہی کیا۔ دوپہر ہوگئی لیکن پیالہ بدستور خالی رہا کیونکہ جو چیز پیالے میں ڈالی جاتی وہ فوراً ہی غائب ہوجاتی اور پیالہ ویسے کا ویسا خالی رہتا۔ آخر شام ہونے کو آئی تو بادشاہ کے چہرے پر بے بسی جھلکنے لگی، اس نے آگے بڑھ کر فقیر کا ہاتھ تھام لیا، نظریں جھکا کر اس سے مُعافی مانگی اور کہنے لگا: اے مردِ درویش! اب تم ہی بتاؤ کہ اس پیالے میں ایسا کیا راز ہے جو یہ بھرتا ہی نہیں؟ فقیر نے سنجیدگی سے جواب دیا: اس میں کوئی خاص راز کی بات نہیں ہے، دراصل یہ پیالہ انسانی خواہشات سے بنا ہے۔ انسان کی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوسکتیں، جتنا چاہو ڈال دو، خواہشات اور تمناؤں کا پیالہ ہمیشہ خالی رہتا ہے ہمیشہ مزید کی طلب میں رہتا ہے۔[1]

محترم قارئین! اس اسٹوری کے پیالے کی طرح ہماری خواہشات کا پیالہ بھی نہیں بھرتا۔ خواہشات (wishes) پوری کرنے کے چکر میں ہم اپنی صحت، وقت اور دولت تک گنوا بیٹھتے ہیں لیکن ایک خواہش پوری ہوتی ہے تو چار نئی خواہشات پیدا ہوچکی ہوتی ہیں۔ پھر بچپن میں خواہشات اور انداز کی، جوانی میں خواہشات کچھ اور طرح کی جبکہ بڑھاپے میں ہماری خواہشات کسی اور لیول کی ہوتی

* استاذ المدرسین، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

ہیں یہاں تک کہ ہماری زندگی ختم ہو جاتی ہے لیکن خواہشات پوری نہیں ہو پاتیں۔ یاد رکھئے! خواہشات کی دنیا بڑی وسیع ہے، ہمیں شہرت چاہئے تو ایسی کہ اگر آج ہمارے محلے والے ہمیں جانتے پہچانتے ہیں تو خواہش ہوتی ہے کہ سارے شہر میں ہمارا ڈنکا بجے، شہر والوں کی حد تک شہرت مل جائے تو صوبائی پھر ملکی بلکہ بین الاقوامی طور پر مشہور ہونے کی خواہش جاگتی ہے، خود کو بنا کر، مثبت کام کرکے اگر شہرت نہ ملے تو اپنا آپ بگاڑ کر، خطرناک جان لیوا جگہوں پر سیلفی بنانے جیسے منفی کام کرکے مشہور ہونے کی کوشش کی جاتی ہے، اس کے لئے میڈیا اور سوشل میڈیا کا بھرپور سہارا لیا جاتا ہے اور خود کو یہ کہہ کر منالیا جاتا ہے کہ "بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا" حصولِ عزت اور تعریف کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے دکھاوے کی عبادتیں کرنا، تنہائی میں کی جانے والی اپنی عبادتوں کا غیر ضروری چرچا، غریبوں سے بناوٹی ہمدردی، جھوٹی خوش اخلاقی اور کیا کیا جتن نہیں کئے جاتے اپنی تعریف اور عزت کروانے کے لئے! ایسے لوگ خبردار ہو جائیں کہ ہمارے نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں بتا چکے کہ دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص اور حُبِّ جاہ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔[2]

پھر بعضوں کو مال و دولت جمع کرنے کی ایسی خواہش ہوتی ہے کہ بالفرض انہیں قارون کا خزانہ بھی دے دیا جائے تو جی نہ بھرے، مال کمانے کے لئے حرام حلال کا معیار چھوڑنا پڑے، کسی کا حق مارنا پڑے، کسی کی زمین پر قبضہ کرنا پڑے، فراڈ کرنا پڑے تو یہ بھی کر گزرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مال کا لالچ بڑھتا ہی رہتا ہے لالچی آدمی کا کوئی ٹارگٹ نہیں ہوتا ہے کہ وہاں پہنچ کر یہ ہاتھ اٹھا کر کہے کہ بس! اب مجھے اور مال نہیں چاہئے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جوں جوں ابنِ آدم کی عمر بڑھتی ہے تو اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی رہتی ہیں: 1 مال کی محبت اور 2 لمبی عمر کی خواہش۔[3]

آرام و آسائش، نئے نئے ماڈل کی مہنگی گاڑیاں، نئے ڈیزائن کے عالیشان بنگلوز، قیمتی کپڑوں پر مشتمل وارڈروبز، روزانہ چٹ پٹے مرغن کھانے بھی ہماری خواہشات کا حصہ ہوتے ہیں۔ اہم اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہماری اکثر خواہشات ہماری مالی حیثیت کے مطابق نہیں ہوتیں، اس کے لئے پہلے پہل قرض کے بکھیڑوں میں پڑا جاتا ہے پھر جب قرض مانگنے سے نہیں ملتا تو نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ حلال طریقے سے ہو یا حرام ذریعے سے! بس ہماری خواہشات پوری ہونی چاہئیں، آخر انسان اپنی خواہشات کے جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی زندگی اسی مکڑی کی طرح ختم ہو جاتی ہے جو اپنے ہی بُنے ہوئے جال میں پھنس کر دم توڑ دیتی ہے۔ غور کیجئے! جس انسان کی نظر میں دنیاوی خواہشات پوری کرنا ہی سب کچھ ہو وہ آخرت میں کامیابی کی خواہش پر کیونکر توجہ دے پائے گا۔ اس کی گفتگو، اس کی منصوبہ بندی، اس کے تعلقات کی بنیاد صرف اور صرف دنیاوی زندگی کے لئے ہوگی۔ ہمارے حقیقی خیر خواہ ہمارے مکی مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں بہت پہلے نصیحت فرمادی تھی کہ: اللہ کی پناہ مانگو ایسی خواہش سے جو عیب میں ڈال دے اور ایسی خواہش سے جو دوسری خواہش میں ڈال دے اور بے فائدہ چیز کی خواہش سے۔[4]

چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم سب سے پہلے اپنی خواہشات کا جائزہ لیں کہ وہ شرعی اعتبار سے جائز ہیں یا ناجائز؟ ناجائز خواہشات کو تو فوری طور پر چھوڑ دیں اور جائز خواہشات پوری کرنے میں بھی خیال رہے کہ اللہ و رسول کے کسی حکم کو توڑنا نہ پڑے، کسی بندے کی حق تلفی نہ ہو اور آخرت میں پریشانی کا سبب نہ بنے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(مزید تفصیلات کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "حرص" (232 صفحات) پڑھ لیجئے۔)

---

(1) حرص، ص172 (2) ترمذی، 4/166، حدیث: 2383 (3) بخاری، 4/224، حدیث: 6421 (4) مسند احمد، 8/237، حدیث: 22082۔

محبتِ رسول بڑھانے والی نیکیاں

مولانا نعمان شاہ عطاری مدنی*

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔[1] یعنی مسلمان کے ایمان کی کاملیت پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت پر موقوف ہے کیونکہ کامل ایمان والا وہی ہے جس کے دل میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت سب سے بڑھ کر ہو اور جس کے دل میں آپ کی محبت دیگر لوگوں کی محبت سے بڑھ کر نہ ہو وہ ناقصُ الایمان ہے۔[2]

ویسے تو ہمیں ہر نیک عمل کرنا چاہئے لیکن خاص کر ان نیکیوں کو ضرور کرنا چاہئے جن سے ہمارے دلوں میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت زیادہ سے زیادہ بڑھے، مثلاً:

دُرود شریف: اپنے دلوں میں محبتِ رسول بڑھانے کے لئے شوق و محبت اور کثرت سے دُرود شریف پڑھنا چاہئے کہ جو لوگ محبتِ رسول میں دُرود شریف پڑھتے ہیں ان کا دُرودِ پاک پڑھنا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خود سنتے ہیں جیسا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اہلِ محبّت کا دُرُود میں خُود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں، جبکہ دوسروں کا دُرُود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔[3] ہر عاشقِ رسول کو چاہئے کہ وہ محبتِ رسول میں کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنے کی عادت بنائے۔

نعت خوانی: یوں تو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف و توصیف، آپ کے فضائل، اخلاق اور آپ کے کمالات و معجزات کا ذکر خواہ اشعار کی صورت میں کریں یا نثر کے انداز میں، یہ سب ثناخوانیِ مصطفےٰ کہلاتا ہے جبکہ عموماً اشعار کی صورت میں ذکر کرنے کو نعت خوانی کہتے ہیں۔ نعت جب خوش اِلْحانی اور اچھی آواز میں پڑھی جائے تو یہ دلوں میں عشقِ رسول کی شمع روشن کرتی ہے لہٰذا اپنے دِلوں میں محبتِ رسول بڑھانے کے لئے نعتیں سُننی اور پڑھنی چاہئیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی انٹرنیشنل تحریک دعوتِ اسلامی نے نعتِ نبی کو خوب فروغ دیا ہے، گزشتہ تین عشروں میں بچوں اور بڑوں کی ایک بہت بڑی تعداد دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی برکت سے نعت خوانی کر رہی ہے۔ دعوتِ اسلامی کی طرف سے بڑی راتوں میں خصوصی طور پر نعت خوانی کا اہتمام ہوتا ہے، جبکہ مدنی چینل پر بھی کئی ایک سلسلے ثناخوانیِ مصطفےٰ کے حوالے سے ہو چکے ہیں نیز ہر اتوار کو بعد نمازِ عشا محفلِ نعت کے نام سے نعت خوانی کا پروگرام ہوتا ہے۔

جشنِ عید میلادُ النّبی: قراٰنِ کریم ہمیں رحمتِ الٰہی ملنے پر خوشی منانے اور نعمتوں کا چرچا کرنے کا حکم دیتا ہے۔[4] اور قراٰنِ کریم ہی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام عالَم کے لئے

* فارغ التحصیل جامعۃُ المدینہ، شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

رحمتِ الٰہی بتاتا ہے۔(5) معلوم ہوا کہ جشنِ ولادت کی خوشی منانا دَرْاَصل حکمِ قراٰنی پر عمل ہے۔(6) یاد رکھئے! جشنِ ولادت کے موقع پر معتبر کُتب سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضائل و معجزات، سِیَر (خصلتیں)، حالات، رضاعت اور بعثت کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔(7) اسی لئے اہلِ سنّت کے نزدیک مجلسِ میلادِ پاک اَفضل ترین مَنْدُوبات (مُستحبات) اور اعلیٰ ترین مُسْتَحْسَنات (یعنی نیک کاموں میں) سے ہے۔(8) لہٰذا جشنِ عید میلادُ النّبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم انتہائی ادب اور بڑے اہتمام سے منائیں اور اپنے دلوں میں عشقِ مصطفےٰ کی شمع روشن کریں۔

احادیثِ نبویہ کا مطالعہ: محبتِ رسول بڑھانے والی نیکیوں میں ایک نیک عمل نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنا بھی ہے، اس لئے کہ جو کوئی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشادات کا مطالعہ کرے گا تو یہ فرامین اس کے دل میں آپ کی محبت کا بیج بوئیں گے اور جب وہ ان احادیث پر عمل کرے گا تو اس کے دل میں آپ کی محبت ایک تناور درخت کی طرح مضبوط ہو جائے گی۔

سیرت کا مطالعہ کرنا: دل میں محبتِ رسول بڑھانے کا ایک ذریعہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہے کیونکہ انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی ہسٹری کو جانے اور اس کا مطالعہ کرے تو جیسے جیسے وہ اپنے محبوب کی سیرت پڑھتا جاتا ہے اس کے دل میں محبوب کے لئے محبت بڑھتی جاتی ہے تو جو کوئی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حالاتِ مبارکہ کا بغور مطالعہ کرے گا اس کے دل میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت بڑھتی جائے گی۔

سنّتِ نبوی اپنانا: محبتِ رسول بڑھانے والا ایک نیک عمل پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں پر عمل کرنا بھی ہے۔ عاشقِ رسول ہونے کا عملی ثبوت دینے کے لئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عادات و اطوار اپنانا اور آپ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو کوئی ان پر عمل کرے گا تو یقیناً اِن سنّتوں پر عمل کرنے کی برکت سے اس کے دل میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت پیدا ہوگی کہ سنّتوں سے محبت دَرْاَصل محبتِ رسول کی نشانی ہے چنانچہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے میری سنّت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔(9)

زیارتِ حَرَمَین طیبین: محبتِ رسول بڑھانے کا ایک نیک عمل زیارتِ حرمین طیبین کرنا ہے کیونکہ ہر عاشق کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے شہر کو دیکھے، ان گلیوں کو دیکھے جن میں اس کا محبوب گزرا ہے، ان جگہوں کو دیکھے جہاں اس کے محبوب کے دن و رات گزرے ہیں، ان مقامات پر جائے جہاں اس کا محبوب گیا ہے۔ غرض کہ محبوب کے شہر میں جاکر ہر اس جگہ اور ہر اس مقام کو دیکھے جن کا تعلق اس کے محبوب سے رہا ہے۔ لہٰذا جو کوئی اس مقصد سے زیارتِ حرمین طیبین کے لئے جائے کہ میں وہاں جاکر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ مبارکہ اور سبز گنبد کی زیارت کروں گا، مدینۂ منورہ اور مکۂ مکرمہ کے ان مقدس مقامات کی زیارت کروں گا جہاں میرے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مبارک زندگی کے ایام گزارے ہیں تو امید ہے کہ اس کے اس عمل سے اس کے دل میں محبتِ رسول کا اضافہ ہوگا۔

یاد رکھئے! اوپر بیان کئے گئے اعمال کے علاوہ اور بھی بہت سے نیک اعمال ہیں جو دل میں عشقِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں، اللہ کریم ہمیں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت پیدا کرنے والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) بخاری، 1/17، حدیث: 14 (2) التوضیح لابن ملقن، 2/519 (3) مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات، ص82 (4) پ11، یونس: 58 (5) پ30، الضحیٰ: 11 (6) پ17، الانبیاء: 107 (7) و (8) اقامۃ القیامۃ علیٰ طاعن القیام لنبی تہامۃ، ص96 (7) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/363، ماخوذاً (8) الحق المبین، ص100 (9) مشکاۃ المصابیح، 1/55، حدیث: 175۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تجارتی اصول

مولانا عالیشان مصطفیٰ عطاری مدنی

رسولِ کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر ہر معاملہ میں کامل و اکمل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے اور کیوں نہ ہو کہ ربُّ العالمین کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔[1]

انسانی زندگی میں تجارت کی اہمیت و ضرورت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، اسے اچھے اور بہترین انداز میں چلانے اور ترقی دینے کیلئے اس میں حسنِ معاملہ، صداقت اور دیانت داری کا ہونا ضروری ہے جبکہ جھوٹ، دھوکا اور وعدہ خلافی سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسولِ انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں تو اُس کا خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مذمّت (برائی) نہ کریں اور جب اپنی چیز بیچیں تو اُس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھیں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ڈھیل نہ ڈالیں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔[2]

اس مضمون میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیاری سیرت کے روشن تجارتی اصولوں کو بیان کیا گیا ہے، انہیں سامنے رکھتے ہوئے اپنی تجارت کو فروغ دیجئے اور دین و دنیا کی برکتیں سمیٹئے۔

حُسنِ معاملہ: لوگوں کے ساتھ اچھے انداز سے پیش آنا، اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان دوسروں سے ممتاز اور معاشرے کا بااثر شخص بن جاتا ہے، اگر یہی خوبی ہمارے تجارتی معاملات میں ہو تو کامیابی قدم چومے گی اور دینِ اسلام کی طرف غیر مسلم مائل ہوں گے۔

حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شریکِ تجارت تھا، میں جب مدینۂ منوّرہ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو میرے بہت اچھے شریکِ تجارت تھے نہ کسی بات کو ٹالتے اور نہ کسی پر جھگڑا کرتے تھے۔[3]

امانت داری: فی زمانہ دیکھا جائے تو آج لوگ امانت کو چھوڑ کر خیانت میں فائدہ تلاش کر رہے ہیں جبکہ فائدے کا دار و مدار حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنّت و اسلامی طریقہ اختیار کرنے میں ہے، امانت دار تاجر کے بارے میں فرمانِ مصطفےٰ ہے: اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ، وَالصِّدِّیْقِیْنَ، وَالشُّهَدَاء یعنی سچا اور دیانت دار تاجر (جنّت میں) انبیا، صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوگا۔[4]

منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تجارت کی غرض سے

٭فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، ہند

ملک شام و بصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا اور ایسی راست بازی اور امانت و دیانت کے ساتھ تجارتی کاروبار کیا کہ آپ کے شرکا اور تمام اہلِ بازار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو امین کے لقب سے پکارنے لگے۔[5]

صداقت: یوں تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دینی و دُنیوی تمام معاملات میں سچ بولے کہ سچ بولنا نجات دلانے اور جنّت میں لے جانے والا کام ہے۔

لیکن دکاندار اپنے معاملات میں سچائی سے کام لے تو اس کے مال میں برکت ہوگی جبکہ جھوٹ سے برکت اٹھالی جاتی ہے جیسا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: خریدنے اور بیچنے والے اگر سچ بولیں اور معاملہ واضح کردیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ دونوں کوئی بات چھپالیں اور جھوٹ بولیں تو اس سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔[6]

دھوکا دہی سے بچنے کا حکم: دھوکا دہی شدید حرام اور اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ایسا کرنے والا گناہ گار ہے۔

ایک بار سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ والہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اپنا دستِ مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی۔ غلے والے سے اِستفسار فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس ڈھیر پر بارش ہو گئی تھی، ارشاد فرمایا: پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے! اور فرمایا: جو شخص دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[7]

اس حدیث پاک کے تحت حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا تجارتی چیز میں عیب پیدا کرنا بھی جُرم ہے اور قدرتی طور پر پیدا شدہ عیب کو چھپانا بھی جُرم۔[8]

امیرُ المؤمنین حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مؤمن کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر اور دھوکا بازی کرے وہ ملعون ہے۔[9]

پس جو اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا، دین و دنیا کی سلامتی، عزت اور اپنی آخرت کو بہتر بنانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے کاروبار کو دھوکے اور ملاوٹ سے پاک رکھے۔

وعدہ خلافی کا وبال: وعدہ خلافی کے بہت سے نقصانات ہیں: بدعہد شخص لوگوں میں اپنا اعتماد کھو دیتا ہے۔ وعدہ خلافی باہمی تعلقات کو کمزور کرتی ہے، اُخوّت و محبّت اور ہمدردی کے جذبات کو مجروح کرتی ہے۔ اس کے سبب باہمی تعلقات میں بے اطمینانی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ بدعہدی مُنافقت کی علامت ہے۔ وعدہ توڑنے والا دنیا میں تو ذلیل و رسوا ہوتا ہی ہے آخرت میں بھی رسوائی اس کا مُقدّر ہوگی۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ پاک جب (قیامت کے دن) اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا (اور کہا جائے گا) کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔[10]

حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جو کسی مسلمان سے عہد شکنی کرے، اُس پر اللہ پاک، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اُس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔[11]

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جو قوم بدعہدی (یعنی وعدہ خلافی) کرتی ہے اللہ پاک ان کے دشمنوں کو ان پر مُسلّط کر دیتا ہے۔[12]

جھوٹی قسموں سے اجتناب: آج لوگ جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹ بولنے کو کمال اور ترقی کی علامت اور سچ کو بے وقوفی اور ترقی میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ پاک نہ کلام فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا: (ان میں سے) ایک وہ ہے جو کسی سامان پر قسم کھائے کہ مجھے پہلے اس سے زیادہ قیمت مل رہی تھی حالانکہ وہ جھوٹا ہو۔[13]

ایک روایت میں ہے: قسم مال کو بکوانے والی لیکن برکت مٹانے والی ہے۔[14]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ممکن ہے برکت (مٹ جانے) سے مُراد آئندہ کاروبار بند ہو جانا ہو یا کئے ہوئے بیوپار (Business) میں گھاٹا (نقصان) پڑ جانا یعنی اگر تم نے کسی کو جھوٹی قسم کھا کر دھوکے سے خراب مال دے دیا وہ ایک بار تو دھوکا کھا جائے گا مگر دوبارہ نہ آئے گا نہ کسی کو آنے دے گا، یا جو رقم تم نے اس سے حاصل کرلی اس میں برکت نہ

ہوگی کہ حرام میں بے برکتی ہے۔[15]

ناپ تول میں کمی سے بچنا: بعض دکاندار جلد مالدار بننے کے چکر میں حلال و حرام کی تمیز کرنا بھول جاتے ہیں اور ناپ تول میں کمی کرکے بیچنے لگتے ہیں حالانکہ یہ جائز نہیں۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: پانچ چیزیں پانچ چیزوں کا سبب ہیں۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! پانچ چیزوں کے پانچ چیزوں کا سبب ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ① جس قوم نے عہد توڑا تو اس پر اس کے دشمن کو مسلط کردیا گیا ② جس قوم نے اللہ پاک کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے تو اس میں فقر فاقہ عام ہوجاتا ہے ③ جس قوم میں فحاشی عام ہوجائے تو اس میں موت پھیلنے لگتی ہے ④ جس قوم نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس سے بارش روک لی گئی اور ⑤ جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو اس سے سبزہ کو روک لیا گیا اور اسے قحط سالی نے آلیا۔[16]

سود سے گریز: تجارت میں پائی جانے والی بُرائیوں میں سے سود (Interest) ایسی خبیث بُرائی ہے جس نے ہمیشہ معیشت (Economy) کو تباہ و برباد ہی کیا ہے، بظاہر فائدے مند نظر آتا ہے، لیکن یہ بہت ہی نقصان دہ ہے۔ احادیثِ کریمہ میں سود کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: شبِ معراج میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) تھے، ان پیٹوں میں سانپ موجود تھے جو باہر سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ سود خور ہیں۔[17]

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔[18]

سود خور چاہے جتنا بھی مال کمالے درحقیقت دنیا و آخرت میں نقصان ہی اٹھاتا ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: سود (Interest) اگرچہ (ظاہری طور پر) زیادہ ہی ہو آخر کار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔[19]

عیب والی چیز کا عیب ظاہر کرنا: تاجر کا عیوب ظاہر کئے بغیر کسی چیز کا بیچنا جائز نہیں، ایسے لوگوں سے ربِّ کریم ناراض ہوتا ہے اور اللہ پاک کے معصوم فرشتے لعنت بھیجتے ہیں جیسا کہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حُضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے عیب والی چیز بیچی اور اُس کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہے اور فرشتے ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے ہیں۔[20]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے، اسے بیچنا حلال نہیں۔[21]

ربِّ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین کے مطابق خرید و فروخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ21، الاحزاب:21 (2) شعب الایمان، 4/221، حدیث:4854 (3) خصائص کبریٰ، 1/153 (4) ترمذی، 3/5، حدیث:1213 (5) سیرتِ مصطفیٰ، ص103 (6) بخاری، 2/13، حدیث:2079 (7) مسلم، ص64، حدیث:284 (8) مراٰۃ المناجیح، 4/273 (9) ترمذی، 3/378، حدیث:1948 (10) مسلم، ص739، حدیث:4529 (11) بخاری، 1/616، حدیث:1870 (12) قرۃ العیون، ص392 (13) بخاری، 2/100، حدیث:2369 (14) الترغیب والترہیب، 2/369، حدیث:16 (15) مراٰۃ المناجیح، 4/244 (16) معجم کبیر للطبرانی، 11/37، حدیث:10992 (17) ابن ماجہ، 3/71، حدیث:2273 (18) کتاب الکبائر للذہبی، ص70 (19) مسند احمد، 2/109، حدیث:4026۔ نوٹ: سود کے متعلق مزید معلومات کے لئے نگرانِ شوریٰ کے بیان کا تحریری گلدستہ "سود کی نحوست" ملاحظہ فرمائیے۔ (20) ابن ماجہ، 3/59، حدیث:2247 (21) ابن ماجہ، 3/58، حدیث:2246۔

جملے تلاش کیجئے

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اگست 2021ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) محمد صائم مصطفیٰ (صادق آباد) (2) بنتِ وسیم احمد (کراچی) (3) فیضان احمد (صادق آباد)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات:** ① بچّوں کو صفائی کا عادی بنایئے، ص58 ② اچھا سوال، ص56 ③ پانی کی قدر کیجئے، ص56 ④ حروف ملایئے، ص59 ⑤ اچھے آم خراب کیسے ہوئے؟، ص62 **درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 12 منتخب نام:** ● حسنین (کراچی) ● حبیب رضا (رحیم یار خان) ● عزیز شاہد (حیدرآباد) ● بنتِ جاوید (کراچی) ● سید مبشر (کراچی) ● محمد کوکب (گوجرانوالہ) ● بنتِ غلام رسول (فیصل آباد) ● بنتِ حاجی احمد (رحیم یار خان) ● بنتِ انور (کراچی) ● بنتِ نثار احمد (جیکب آباد) ● بنتِ اختشام عطاریہ (لالہ موسیٰ) ● بنتِ جہانگیر احمد (کراچی)۔

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

جھوٹا سرٹیفکیٹ بنوا کر نوکری حاصل کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نویں جماعت تک پڑھا ہوا ہوں، مجھے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ ریلوے میں نوکری نکلی ہے جس میں میٹرک کا سرٹیفکیٹ بنوا کر نوکری حاصل کی جاسکتی ہے تو کیا میں میٹرک کے جھوٹے کاغذات بنوا کر وہ نوکری حاصل کر سکتا ہوں؟ نیز اگر کسی نے ایسا کر لیا تو مسلم یا غیر مسلم کمپنی میں اس طرح نوکری حاصل کرکے جو تنخواہ ملے گی وہ حلال ہو گی یا نہیں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: اگر آپ نے نویں جماعت تک پڑھا ہے اور کاغذات آپ دسویں جماعت تک کے بنوائیں گے اور آگے بھی ظاہر کریں گے کہ میں نے میٹرک کیا ہوا ہے تو یہ جھوٹ کے ساتھ ساتھ دھوکہ بھی ہو گا اور دھوکہ دینا، جائز نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ”غدر (دھوکہ) و بد عہدی مطلقاً ہر کافر سے بھی حرام ہے۔“
(فتاویٰ رضویہ، 17/348)

لہٰذا آپ کا اس طرح جھوٹے کاغذات بنوا کر نوکری لینا جائز نہیں، البتہ اگر کسی نے ایسا کر لیا تو اگرچہ اس نے ایک ناجائز کام کیا لیکن جو تنخواہ ملے گی وہ کام کے بدلے ملے گی، اگر کام جائز ہے اور اس کام کو مطلوبہ اہلیت کے مطابق درست انجام دیتا ہے تو تنخواہ میں ملنے والی رقم حلال ہو گی۔

لیکن جعلی ڈگری پر حاصل کردہ ہر کام ایسا نہیں ہو گا جو ہر شخص کر سکتا ہو، محنت مزدوری اور عام انداز کے کاموں کو کرنا کوئی مشکل چیز نہیں ہوتی لیکن بہت سارے کام ایسے ہوتے ہیں جن میں سرٹیفکیٹ یا ڈگری اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ شخص یہ کام کرنے کا اہل ہے اور اس نے اس کی مکمل تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے لکھا کہ جس نے کسی طبیب حاذق یعنی ماہر طبیب کے پاس مطلوبہ عرصہ کی تربیت حاصل نہ کی ہو اسے مرض میں ہاتھ ڈالنا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ ایک جعلی ڈاکٹر کی اگر ہم مثال سامنے رکھیں تو ایک آپریشن وہ ہے جو ایک مستند ڈاکٹر اپنے علم کی بنیاد پر نہ جانے کتنی چیزوں کو ملحوظ رکھ کر کرے گا جبکہ ایک اناڑی ڈاکٹر محض ایک قصاب

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

کی طرح چیر پھاڑ کرے گا، دیکھنے میں دونوں کا کام ایک ہے اور اتائی ڈاکٹر بھی یہی کہے گا کہ میں نے بھی یہی کام کیا ہے جو ایک مستند ڈاکٹر کرتا ہے تو یہ درست نہیں اور اس کی روزی اور تنخواہ کو ہرگز حلال نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے تو ایک انسانی جان سے کھیلا ہے اور کام کی مہارت ہی میں دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اس کے کام کو تو ناقص کام کہا جائے گا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "نااہل کو اس میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے اور اس کا ترک فرض۔ جس نے اس فن کے باقاعدہ نظریات و عملیات حاصل کئے اور ایک کافی مدت تک کسی طبیبِ حاذق کے مطب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا، اکثر مرضی اس کے ہاتھ پر شفاء پاتے ہوں کم حصہ ناکامیاب رہتا ہو فاحش غلطیاں جیسے بے علم ناتجربہ کار کیا کرتے ہیں تشخیص وعلاج میں نہ کیا کرتا ہو وہ اہل ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ،24/206)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

غریب سے مہنگا سودا خریدنا باعث ثواب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ غریب سے مہنگا سودا خریدنا بھی ثواب کا کام ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جواب: غریب سے مہنگا سودا خریدنا بھی صدقہ ہے اور اس انداز میں غریب کی عزتِ نفس بھی مجروح نہیں ہوتی۔

امام غزالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "اگر کسی کمزور سے غلہ خریدے یا کسی فقیر سے کوئی چیز خریدے تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ زیادہ رقم کو برداشت کرے اور آسانی پیدا کرے، اس صورت میں یہ احسان کرنے والا قرار پائے گا۔

اور اس فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مصداق ٹھہرے گا: رحم اللہ امرا سھل البیع سھل الشراء "(مسند ابی یعلی) یعنی اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت میں آسانی پیدا کرے۔

(احیاء العلوم مترجم،2/313)

بخاری شریف میں ہے: "عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ رجلاً سمحاً اذا باع و اذا اشتری واذا اقتضی" ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضہ کرتے وقت نرمی سے کام لے۔" (بخاری،1/278)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "بیچنے میں نرمی یہ ہے کہ گاہک کو کم یا خراب چیز دینے کی کوشش نہ کرے اور خریدنے میں نرمی یہ ہے کہ قیمت کھری دے اور بخوبی ادا کرے، بیوپاری کو پریشان نہ کرے، تقاضے میں نرمی یہ ہے کہ جب اس کا کسی پر قرض ہو تو نرمی سے مانگے اور مجبور مقروض کو مہلت دے دے اس پر تنگی نہ کرے جس میں یہ تین صفتیں جمع ہوں وہ اللہ کا مقبول بندہ ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍؕ﴾ اگر مقروض تنگدست ہو تو اسے وسعت تک مہلت دے دو۔" (مرآۃ المناجیح،4/397)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

گوبر سے لکڑیاں بناکر بیچنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل ایک کاروبار چلا ہوا ہے کہ گوبر سے لکڑیاں بنا کر انھیں بیچتے ہیں کیا یہ جائز ہے اور اس کی آمدنی حلال ہوگی؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جواب: گوبر کا استعمال بہت پرانا ہے پہلے زمانے میں گوبر کو تھاپ کر اُپلے بنائے جاتے تھے۔ آج کل گوبر سے جو لکڑیاں بنائی جاتی ہیں وہ دراصل لکڑیاں نہیں ہوتیں بلکہ ہوتا یہ ہے کہ گوبر کو ایک مشین میں ڈالا جاتا ہے اور ایک خاص سائز میں وہ لمبائی کی صورت میں نکل آتا ہے اور اس کی موٹائی بھی سیٹ کردی جاتی ہے اس طرح لانا لے جانا آسان ہوجاتا ہے اور جہاں دیگیں وغیرہ پکائی جاتی ہیں وہاں اسے لکڑیوں کے ساتھ جلا دیا جاتا ہے۔

گوبر یا گوبر سے بنے ہوئے اُپلے یا سوال میں جس لکڑی نما چیز کا ذکر ہے یہ سب بیچنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

صدرُ الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "گوبر کا بیچنا ممنوع نہیں۔" (بہار شریعت،3/478)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری زبان سے نکلنے والی ہر بات پیاری اور نرالی ہے، ہر دُعا مقبول ہوجانے والی ہے۔ پیارے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان پیاری پیاری دعاؤں سے خوب برکتیں پائی ہیں۔ ان برکتوں میں ایمانی، روحانی، علمی، جسمانی اور مالی ہر طرح کی برکتیں شامل ہیں، آیئے! جسمانی برکت ملنے کے کچھ ایمان افروز واقعات پڑھئے اور اپنے ایمان و روح کو جِلا بخشئے۔

سردی اور گرمی نہ لگتی: حضرت سیّدنا مولیٰ علی مشکل کُشا کرّم اللہ وجہہ الکریم گرمیوں میں گرم کپڑے اور سردیوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنتے تھے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غزوۂ خیبر کے دن مجھے بلانے کے لئے کسی کو بھیجا، اس وقت میری آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ میں نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر ماجرا عرض کیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا لُعابِ دہن (تھوک مبارک) میری آنکھوں میں لگایا اور ساتھ میں یہ دُعا بھی فرمائی: اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ یعنی اے اللہ! علی سے گرمی اور سردی دُور فرمادے۔ اُس دن سے مجھے نہ تو گرمی لگتی ہے اور نہ ہی سردی۔[1]

بھوک کبھی نہ لگی: ایک مرتبہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو چہرہ بھوک کی شدت سے زرد ہورہا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُعا کی: اے اللہ! بھوکے کا پیٹ بھرنے والے، اے عاجز کو بلند کرنے والے! تو فاطمہ بنتِ محمد کو بھوکا مت رکھ۔ (دُعا کی برکت ظاہر ہوئی اور) اسی وقت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرۂ مبارکہ کی زردی پر سرخی غالب آگئی، بعد میں کسی نے پوچھا تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد میں کبھی بھوکی نہیں ہوئی۔[2]

وَرم دُور ہوجاتا: حضرت حنظلہ بن حِذْیَم رضی اللہ عنہ ابھی لڑکے تھے، والد ماجد نے بارگاہِ نبوی میں دُعا کے لئے عرض کی تو نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو قریب بلایا پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور یہ دُعا دی: اللہ تجھے برکت دے۔ (اس دعا کی برکت کا ظہور کچھ یوں ہوا کہ) جب کسی بکری یا اونٹنی کا تھن سوج جاتا یا آدمی کے جسم پر کسی جگہ سوجن آجاتی تو آپ بسمِ اللہ کہہ کر اپنے سر پر اسی جگہ مسح کرتے جہاں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دستِ کرم پھیرا تھا پھر اپنا ہاتھ ورم کی جگہ پر پھیرتے تو ورم دُور ہوجاتا۔[3]

بوڑھے نہ ہوں گے: حضرت عبدُ اللہ بن عُتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں پانچ یا چھ سال کا لڑکا تھا نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اپنی مبارک گود میں بٹھایا اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے برکت کی دعا دی۔ (اس دعا کا یہ فائدہ ہوا کہ) یہ پہچان بن گئی کہ یہ لوگ بوڑھے نہیں ہوں گے۔[4]

عمر 94 سال مگر جسم توانا: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ 94 سال کی عمر میں بھی قوی اور توانا تھے اور یقین سے فرماتے تھے کہ مجھے اپنے کانوں اور آنکھوں سے جو فائدہ حاصل ہورہا ہے وہ دعائے رسول کی برکت سے ہے، میں بچپن میں بیمار ہوا تو خالہ مجھے بارگاہِ رسالت میں لے آئیں، رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

میرے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور برکت کی دعا کی۔[5] **15 سال کے لگتے:** ایک موقع پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دعا سے نوازا: اے اللہ! اس کے بال اور کھال میں برکت دے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا انتقال 70 سال کی عمر میں ہوا لیکن دیکھنے میں آپ 15 سال کے لگتے تھے۔[6] **کوئی بال سفید نہ ہوا:** حضرت عمرو بن حَمِق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دودھ سے سیراب کیا تو زبانِ رسالت پر یہ دعائیہ کلمات آئے: اے اللہ! تو اس کی جوانی کو اس کے لئے نفع بخش بنادے۔ (اس دعا کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ) آپ رضی اللہ عنہ 80 سال کے ہوگئے مگر آپ کا کوئی بال سفید نہ دیکھا گیا۔[7] **داڑھی سفید بال سے خالی:** ایک مرتبہ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پانی مانگا تو حضرت ابوزید عمرو بن اَخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی پیش کردیا، پانی میں بال تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس بال کو نکال لیا، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے آپ کو دُعا دی: اے اللہ! اسے حُسن و جمال سے نواز دے، 94 سال کی عمر میں بھی آپ کی داڑھی میں کوئی سفید بال نہیں تھا۔[8] **چہرے پر جھریاں نہ آئیں:** ایک روایت میں ہے کہ نبیِّ رحمت نے حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی پر دستِ اقدس پھیرا اور یہ دُعا دی: الٰہی! اسے حسن و جمال سے نواز اور اس کے حسن کو ہمیشگی عطا فرما۔ آپ کی عمر 100 سے بڑھ گئی مگر سر اور داڑھی کے صرف چند بال سفید ہوئے، چہرے پر جھریاں نہ پڑیں اور چہرے کی بشاشت و رونق آخری عمر تک قائم رہی۔[9] **کوئی دانت نہ گرا:** حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر کچھ اشعار کہے، ایک شعر پر پہنچا تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دعا دی: تو نے سچ کہا! اللہ تیرے دانت نہ گرائے، آپ رضی اللہ عنہ کی بقیہ عمر خوبصورت دانتوں کے ساتھ گزری، آپ کے دانت برف سے زیادہ سفید تھے، 100 سال کی عمر ہونے کے باوجود کوئی دانت نہیں گرا، ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی دانت گر جاتا تو اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آتا تھا اور یوں معلوم ہوتا جیسے گرا ہی نہیں تھا۔[10] **پاؤں کی معذوری ختم ہوگئی:** حضرت ثابت بن زید حمصی رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ! میرے پاؤں میں لنگڑاہٹ ہے جو زمین کو نہیں چھو پاتا، رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تو پاؤں بالکل ٹھیک ہوگیا یہاں تک کہ دوسرے صحیح پاؤں کی طرح ہوگیا۔[11] **پاؤں سیدھے ہوگئے:** حضرت لَقیط بن صَبِرَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے دونوں پیروں میں ایسا ٹیڑھا پن تھا کہ دونوں پاؤں زمین پر (سیدھے) نہیں لگ پاتے تھے، رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دعا کی تو میں زمین پر (سیدھا) چلنے لگا۔[12] **مرضِ برص دور ہوا:** حضرت ولید بن قیس رضی اللہ عنہ کو برص کا مرض تھا، رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تو اس کی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ صحت یاب ہوگئے۔[13] **اولاد میں برکت:** حضرت بُہَیسَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھے دعا سے نوازا، اس کے بعد میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سمیت میری اولاد کو بھی دعا دی۔ (دعائے نبوی کی برکت سے ان کے ہاں کثیر اولاد ہوئی جن میں سے 20 حضرات نے شہادت کا مرتبہ بھی پایا تھا۔)[14] **گھوڑے سے کبھی نہ گرے:** ایک مرتبہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کی: میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا، یہ سن کر نبیِّ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا دستِ اقدس آپ کے سینے پر مارا اور دعاؤں سے نوازا: اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا ترجمہ: الٰہی! اسے ثابت رکھ، اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔[15] حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دعائے نبوی ملنے کے بعد میں اپنے گھوڑے سے کبھی نہیں گرا۔[16]

اللہ کریم ہمیں بھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دعاؤں کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) ابن ماجہ، 1/83، حدیث: 117 (2) دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/108، دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی، ص275 ملتقطاً (3) تاریخ کبیر، 3/41، زرقانی علی المواہب، 5/460 (4) دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/215 ملتقطاً (5) بخاری، 2/485، حدیث: 3540 (6) سیرت حلبیہ، 3/9 (7) الاصابہ، 4/514 (8) مسند امام احمد، 8/444، حدیث: 22944 ملتقطاً (9) مسند امام احمد، 7/384، حدیث: 20759 (10) زرقانی علی المواہب، 12/35 (11) اسد الغابہ، 1/347، سبل الہدیٰ والرشاد، 10/204 (12) معجم کبیر، 19/218 ملتقطاً (13) معجم کبیر، 22/151 (14) الاصابہ، 8/54 (15) مسلم، ص1032، حدیث: 6364 (16) بخاری، 3/125، حدیث: 4357۔

شہدائے معرکۂ یمامہ کا قبرستان

مزار حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

ربیعُ الاوّل اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 58 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ تا 1442ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 14 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:

(1) صاحبِ نور حضرت سیّدنا ذوالنور طفیل بن عمرو دَوسی رضی اللہ عنہ یمن کے قبیلہ دَوس کے سردار، عربی زبان پر عبور رکھنے والے شاعر، صاحبِ شرافت و مروت تھے۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ شریف میں حاضر ہو کر اسلام لاکر اَلسّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل ہوئے، اپنی قوم میں جاکر اسلام کی دعوت دی، ہجرتِ مدینہ کی سعادت پائی، غزوۂ بدر، اُحد، خندق، فتح مکہ اور سریۂ طفیل میں شرکت فرمائی، جنگِ یمامہ (ربیعُ الاوّل 12ھ) میں شہید ہوئے۔[1] (2) خطیبِ رسول حضرت سیّدنا ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ بہترین خطیب، بلند آواز کے مالک اور مجاہدِ اسلام تھے، غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جنّت کی خوشخبری سنائی، جنگِ یمامہ (ربیعُ الاوّل 12ھ) میں شہید ہوئے اور بعدِ شہادت ایک صحابی کے خواب میں اپنی زرہ کے بارے میں وصیت فرمائی جسے نافذ کیا گیا۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السّلام:

(3) جامعِ علم و تقویٰ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 231ھ میں ہوئی اور 8 ربیعُ الاوّل 260ھ کو سامرہ مقدسہ عراق میں وصال فرمایا۔ سامرہ میں عظیم الشان مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ آپ اہلِ بیتِ اطہار کے چشم و چراغ، امام علی نقی کے بیٹے اور امام محمد کے والدِ محترم ہیں۔[3] (4) ولیِّ کامل حضرت شیخ ابوالفتح جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 772ھ کو دہلی میں ہوئی اور وصال 13 ربیعُ الاوّل 858ھ کو جونپور ہند میں فرمایا۔ آپ جیّد عالمِ دین، شیخِ طریقت، مناظرِ اسلام، عربی، فارسی کے شاعر اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے۔[4] (5) ناصرِ ملت و دین حضرت خواجہ عبیدُ اللہ احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 806ھ کو باغستان (نزد تاشقند) ازبکستان میں ہوئی اور 29 ربیعُ الاوّل 895ھ کو دِہ کمان گران (جنوبی سمرقند) میں وصال فرمایا، مزار خواجہ کفشیر نزد احاطۂ ملایان سمرقند میں ہے۔ آپ بارعب، بااثر اور صاحبِ ثروت عالم، خواجہ یعقوب چرخی کے مرید و خلیفہ، مرجعِ علما و امرا اور کثیرُ الفیض تھے۔[5] (6) جدِّ امجد شیخ محقق حضرت شیخ سعدُ اللہ دہلوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 860 یا 861ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں 22 ربیعُ الاوّل 928ھ کو وصال ہوا، آپ بچپن سے نیک نمازی، پرہیزگار، عالمِ باعمل، سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے خلیفہ، ذوق و شوق، ریاضت و مجاہدہ، طلبِ فقر و غنا اور گریہ وزاری میں مصروف رہنے والے ولیِّ کامل تھے۔[6] (7) محبوبِ سبحانی حضرت مخدوم سید عبدُ القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 862ھ کو اوچ شریف (ضلع بہاولپور، پنجاب) میں آستانہ گیلانیہ میں ہوئی، 18 ربیعُ الاوّل 940ھ میں یہیں وصال فرمایا۔ آپ آستانہ قادریہ گیلانیہ کے سجادہ نشین، مستجابُ الدعوات اور صاحبِ کرامات تھے۔[7] (8) مرجع

٭رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس
المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

مزار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

خاص و عام حضرت میر سید عابد شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1111ھ کو حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے علمی گھرانے میں ہوئی اور 13 ربیع الاول 1193ھ کشمیر میں وصال فرمایا، آپ حافظِ قرآن، علوم عقلیہ و نقلیہ و علم حدیث میں ماہر اور سلسلۂ قادریہ کے شیخ طریقت تھے۔ اپنے اوصاف حمیدہ کی وجہ سے عوام و خواص میں مقبول و مشہور تھے۔[8] 9 باباجی حضرت خواجہ صوفی اللہ رکھا شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1323ھ ران جھجری (تحصیل سانبہ ضلع جموں) کشمیر میں اور 21 ربیع الاول 1408ھ ساہو چک شریف (نزد بڈیانہ) ضلع سیالکوٹ میں وصال فرمایا، آپ مادر زاد ولیُّ اللہ، خلیفہ امیر ملت، سلسلہ نقشبندیہ اور قلندریہ کے مجاز، بانی آستانہ عالیہ ساہو چک شریف و جامع مسجد نور الٰہی، کثیر الفیض اور صاحبِ کرامت تھے۔[9]

10 استاذُ العلماء حضرت مولانا خلیل الرحمٰن بیجاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک علمی صدیقی خاندان میں ہوئی، علم و عمل کے جامع، بیجاپور (کرناٹک، ہند) میں شاہ اورنگ زیب عالمگیر کی جانب سے مقام صدارت پر فائز ہوئے، عمر درس و تدریس میں گزاری، 12 ربیع الاول 1143ھ کو وصال فرمایا اور اندرون حصار بیجاپور میں دفن ہوئے۔[10] 11 استاذُ العلماء حضرت مولانا غلام احمد حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کوٹ اسحاق (حافظ آباد، پنجاب) میں 1273ھ کو ہوئی اور یہیں 3 ربیع الاول 1325ھ کو وصال فرمایا۔ آپ درسِ نظامی کے بہترین استاذ، جامع معقول و منقول، صدر المدرسین دارُ العلوم نعمانیہ لاہور، ذہین فطین عالم دین اور انجمن نعمانیہ کے فعّال رکن تھے۔ تدریس کے ساتھ آپ نے ہزاروں فتاویٰ بھی تحریر فرمائے۔[11] 12 استاذُ العلماء حضرت مولانا شمس الدین کھڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1279ھ کو کھڈ شریف (تحصیل جنڈ ضلع اٹک) میں ہوئی اور یہیں 3 ربیع الاول 1330ھ کو وصال فرمایا، آپ جید عالم دین، صاحب کرامت و کشف اور ساری زندگی درس و تدریس میں گزارنے والے تھے۔[12] 13 فقیہ العصر مفتی عبد الرشید فتح پوری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فتح پور ہسوہ (یوپی، ہند) میں ہوئی اور 10 ربیع الاول 1348ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جید عالم دین و مفتی، اچھے مدرس، استاذُ العلماء اور بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور ہیں۔ آپ شبیہ غوث الاعظم حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔[13] 14 جامع علم و عمل حضرت مولانا حاجی فضل کریم چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک مذہبی گھرانے میں 1307ھ کو ہوئی اور 2 ربیع الاول 1401ھ کو چکوال میں وصال فرمایا، مزار جامع مسجد محلہ انوار آباد سے متصل حجرے میں ہے۔ آپ عالم باعمل، خواجہ احمد میروی کے مرید و خلیفہ، جماعت اہلِ سنّت اور مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم کے سرپرست، بانی مسجد و مدرسہ انوار آباد اور فعّال شخصیت کے مالک تھے۔[14]

(1) اسد الغابہ، 3/ 2:76/ 341، الاصابہ، 3/ 422 (2) اسد الغابہ، 1/ 2:339/ 341 (3) الوافی بالوفیات، 12/ 70 (4) اخبار الاخیار فارسی، ص175، فتاویٰ رضویہ، 9/ 628 (5) خواجہ عبید اللہ احرار، ص81 تا 160 (6) اخبار الاخیار فارسی، ص300 (7) تاریخ اوچ متبرکہ، ص200، اخبار الاخیار فارسی، ص203 (8) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1/ 341 (9) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص417 تا 426 (10) تذکرۃ الانساب، ص60 (11) تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور، ص221 (12) تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع اٹک، ص153 (13) حیات مخدوم الاولیاء، ص354 تا 356 (14) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص72، 79۔

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریحات

مولانا محمد رفیق عطاری مدنی*

تمام زبانوں میں افضل عربی ہے، قراٰن پاک عربی میں نازل ہوا، اہلِ جنّت عربی زبان میں بات چیت کریں گے، قبر میں فرشتے عربی میں مردے سے سوالات کریں گے، سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان بھی عربی تھی۔ آپ نہایت ہی جامع کلام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی ظاہری زندگی میں کئی ایسے افراد تھے جو فصاحت و بلاغت میں ماہر تھے، صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی ایک بڑی تعداد عربی تھی، لیکن بارہا ایسا ہوا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دورانِ کلام سامعین کو خوب متوجہ کرنے اور بات کی اہمیت سمجھانے کے لئے کئی الفاظ یا ایسے جملے استعمال فرمائے جن کے معانی سمجھنے کے لئے صحابۂ کرام سوال کرتے، اہلِ زبان ہونے کے باوجود انہیں ان کی تشریح کی ضرورت ہوئی اور انہوں نے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس کے متعلق سوالات کئے۔ پھر آپ نے آسان اور عام استعمال ہونے والے الفاظ سے ان کی وضاحت فرمائی، کُتبِ احادیث کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ایسے سینکڑوں الفاظ مل سکتے ہیں۔ ذیل میں 15 روایات ذکر کی جاتی ہیں جن میں مذکور مختلف الفاظ کے معانی سمجھنے کیلئے صحابۂ کرام نے رسولِ کریم سے سوالات کئے:

① **اَلْهَرْج:** ایک روایت میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دورانِ گفتگو لفظ "اَلْهَرْج" استعمال فرمایا تو صحابۂ کرام نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! ہرج کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ یعنی ہرج سے مراد قتل ہے۔[1]

② **اَلْفَاْل:** ایک بار رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اَلْفَاْل کا ذکر فرمایا تو عرض کی گئی: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا الْفَاْلُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! فال سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ یعنی اچھا کلمہ ہے جسے تم میں سے کوئی سنتا ہو۔[2]

③ **اَلسَّام:** ایک حدیث میں حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ یعنی کالے دانے (کلونجی) میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔ کسی نے سوال کیا: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا السَّامُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! سام کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْمَوْتُ یعنی سام سے مراد موت ہے۔[3]

④ **اَلْاَثْلَب:** حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے زانی کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَلِلْعَاهِرِ الْاَثْلَبُ یعنی زانی کے لئے اثلب ہے۔ صحابۂ کرام نے سوال کیا: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا الْاَثْلَبُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! اثلب کا کیا معنی ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلْحَجَرُ یعنی پتھر۔[4]

⑤ **طِيْنَةُ الْخَبَال:** پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز پئے گا اسے طِيْنَةُ الْخَبَال سے پلائے گا۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! طِيْنَةُ الْخَبَال کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ یعنی جہنمیوں کا پسینہ۔[5]

⑥ **جُبُّ الْحُزْن:** ایک حدیث میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جُبُّ الْحُزْن سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تو صحابۂ کرام عرض گزار ہوئے: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! جُبُّ الْحُزْن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ یعنی جہنم میں ایک وادی ہے۔[6]

⑦ **اَلرُّوَيْبِضَة:** ایک حدیثِ پاک میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے علاماتِ قیامت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کچھ سال ایسے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

آئیں گے کہ جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا، ان میں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن کہا جائے گا۔ اسی میں آپ نے یہ بھی فرمایا: وَیَنْطِقُ فِیْهَا الرُّوَیْبِضَةُ یعنی ان ہی سالوں میں رویبضہ بولے گا۔ تو کسی صحابی نے عرض کی: وَمَا الرُّوَیْبِضَةُ یعنی رُوَیْبِضَہ سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلرَّجُلُ التَّافِهُ فِی اَمْرِ الْعَامَّةِ یعنی لوگوں کے اہم معاملات میں مداخلت کرنے والا حقیر اور کمینہ شخص۔[7]

8 اَلْمُبَشِّرَاتُ: ایک مقام پر اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے، عرض کی گئی: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یعنی اچھے خواب۔[8]

9 اَلْوَسِیْلَةُ: ایک حدیث میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ میرے لئے اللہ پاک سے وسیلے کا سوال کرو، صحابہ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا الْوَسِیْلَةُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اَعْلٰی دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ یعنی جنّت کا اعلیٰ درجہ ہے، مزید فرمایا کہ اسے ایک ہی بندہ حاصل کرسکے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں۔[9]

10 رِیَاضُ الْجَنَّةِ: ایک حدیث میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے "رِیَاضُ الْجَنَّةِ" کا ذکر فرمایا، صحابۂ کرام نے اس کا مرادی معنی سمجھنے کے لئے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! ریاض الجنۃ (جنّت کے باغات) سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: مَجَالِسُ الْعِلْمِ یعنی علم کی مجلسیں۔[10]

11 اَلْقِیْرَاطَانِ: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے نمازِ جنازہ اور تدفین میں شامل رہنے والے کے لئے اجر و ثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ شَهِدَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَهُ قِیْرَاطَانِ یعنی جو جنازہ میں تدفین تک شامل ہوگا اس کے لئے دو قیراط ہیں۔ تو صحابہ نے عرض کیا: مَا الْقِیْرَاطَانِ یَارَسُوْلَ اللہِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! قیراطان سے کیا مراد ہے؟ آپ نے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ یعنی دو بڑے پہاڑوں کے مثل۔[11]

12 نَهْرُ الْخَبَالِ: ایک حدیث میں حضور انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے شراب کے عادی شخص کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ پاک اسے "نہرُ الخبال" سے پلائے گا، تو صحابہ نے عرض کی: مَا نَهْرُ الْخَبَالِ؟ یعنی نہرُ الخبال سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: صَدِیْدُ اَهْلِ النَّارِ یعنی دوزخیوں کی پیپ۔[12]

13 اَلْاَعْمَیَیْنِ / اَلْاَعْمَیَانِ: اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْاَعْمَیَیْنِ یعنی اے اللہ! میں اعمیین کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا الْاَعْمَیَانِ؟ یعنی یارسولَ اللہ اعمیان سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلسَّیْلُ، وَالْبَعِیْرُ الصَّؤُوْلُ یعنی سیلاب اور حملہ کرنے والا اونٹ۔[13]

14 اَلدَّیُّوْثُ / اَلرَّجُلَةُ: ایک حدیث میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تین شخصوں یعنی دَیُّوث، رَجُلَةٌ مِنَ النِّسَاءِ اور مُدْمِنُ الْخَمْرِ کے متعلق فرمایا کہ یہ جنّت میں نہیں جائیں گے۔ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہِ اَمَّا الْمُدْمِنُ الْخَمْرِ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الدَّیُّوْثُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! مُدْمِنُ الْخَمْر (یعنی شراب کے عادی) کو تو ہم نے جان لیا، لیکن یہ دیوث کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلَّذِیْ لَا یُبَالِیْ مَنْ دَخَلَ عَلٰی اَهْلِهٖ یعنی وہ شخص جسے اس بات کی پروا نہ ہو کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون آتا ہے، صحابہ کہتے ہیں ہم نے پوچھا: فَالرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ؟ یعنی عورتوں میں سے رَجُلہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلَّتِیْ تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ یعنی وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے۔[14]

15 اَلرِّکَازُ: ایک روایت میں ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: فِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ یعنی رکاز میں پانچواں حصہ ہے؟ تو عرض کی گئی: یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا الرِّکَازُ؟ یعنی یارسولَ اللہ! رکاز سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اَلذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ الَّذِیْ خَلَقَهُ اللہُ فِی الْاَرْضِ یَوْمَ خُلِقَتْ یعنی وہ سونا اور چاندی جسے زمین بنانے کے دن اللہ پاک نے زمین میں پیدا کیا تھا۔[15]

---

(1) بخاری، 4/431، حدیث:7061 (2) بخاری، 4/36، حدیث:5754 (3) مسند امام احمد، 6/29، حدیث:2096 (4) مصنف ابن ابی شیبہ، 9/492، حدیث:17983 (5) مسلم، ص854، حدیث:5217 (6) ابن ماجہ، 1/166، حدیث:265 (7) ابن ماجہ، 4/377، حدیث:4036 (8) بخاری، 4/404، حدیث:6990 (9) ترمذی، 5/352، حدیث:3632 (10) معجم کبیر، 11/78، حدیث:11158 (11) مسلم، ص366، حدیث:2189 (12) مسند احمد، 2/276، حدیث:4917 (13) معجم کبیر، 24/344، حدیث:858 (14) مجمع الزوائد، 4/599، حدیث:7733 (15) السنن الکبریٰ للبیہقی، 4/257، حدیث:7640۔

قصیدۂ حُجرۂ نبویہ (قسط:01)

(یہ وہ مبارک قصیدہ ہے جو روضۂ مبارک کی جالیوں پر لکھا گیا ہے)

مولانا راشد علی عطاری مدنی*

سیّدِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ اقدس اور صفاتِ مبارکہ کی خوبیوں کو تقریباً ہر زمانے اور ہر زبان ہی کے شاعروں نے مختلف نعتیہ کلاموں اور قصیدوں کے ذریعے بیان کرنے کی سعادت پائی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ساری خلقت میں سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کی وہ ذات ہے، جس کی مدح و ثنا میں سب سے زیادہ اشعار لکھے گئے ہیں۔ اشعار کی صورت میں پیارے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ثنا خوانی کا یہ سلسلہ صحابۂ کرام کے دور سے لے کر آج تک تواتر اور تسلسل کے ساتھ (Continuously) چلا آرہا ہے اور اِن شآءَ اللہ رہتی دُنیا تک جاری رہے گا۔

؎ وہی دُھوم اُن کی ہے ماشآءَ اللہ — مٹ گئے آپ مٹانے والے

چودہ صدیوں میں لکھے گئے اِن نعتیہ کلاموں اور قصیدوں میں سے بعض کو بہت شہرت اور مقبولیت حاصل رہی ہے۔ لیکن اِن میں سے ایک قصیدہ ایسا بھی ہے، جسے رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ مقدّسہ کے دَر و دیوار کا قُرب پانے اور وہاں تحریر و نقش کئے جانے کا شرف حاصل ہوا ہے مگر افسوس! کہ اس کے چند اشعار کو اب بہت ڈارک رنگ (Paint) کرکے چھپا دیا گیا ہے۔ روضۂ مقدّسہ کی دیواروں پر نقش ہونے کا شرف پانے کے سبب اس مبارک قصیدے کا نام "قَصِیْدَۃُ الْحُجْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ الشَّرِیْفَۃ" ہے۔

یہ مبارک قصیدہ جس شخصیت نے تحریر کیا اس کا نام عثمانی خلیفہ، سلطان عبدُالحمید خان بن سلطان احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1203ھ) ہے۔ یہ قصیدہ بارگاہِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بصورتِ استغاثہ عشق و محبت اور تعظیم و ادب کا خوبصورت نذرانہ ہے۔ اس قصیدے کے اشعار میں جہاں رسولِ آخرُ الزّماں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں عرض و التجا کا عنصر نظر آتا ہے، وہیں پر اس میں اسلامی عقائد اور نظریات کی زبردست ترجمانی کا رنگ جھلکتا ہے۔ اس مبارک قصیدے میں سلطانِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے استمداد (مدد مانگنے) کا مبارک طریقہ، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساری مخلوق کے لئے ہادی و راہنما (Guide) اور قاسمِ فضل و نعمت ہونے کا بیان ہے، کسی مقام پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عفو و کرم اور مقامِ محمود و منصبِ شفاعت کا تذکرہ ہے، کسی جگہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خلقِ خدا کے لئے حامی و مددگار ہونے اور بارگاہِ الٰہی میں مخلوقِ الٰہی کا عظیم اور بہترین وسیلہ ہونے کا ذکر ہے اور جگہ جگہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام مخلوقات، حتّٰی کہ انبیا و مرسلین علیہمُ السّلام سے بھی افضل و اعلیٰ (Superior) ہونے اور

* مدرس جامعۃ المدینہ، فیضانِ اولیا کراچی

کائنات میں بے مثل و بے مثال ہونے کا بیان ہے۔ یوں یہ مبارک قصیدہ جہاں بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فُیوض و برکات اور انعامات و نوازشات پانے کا ایک وظیفہ اور ذریعہ ہے، وہیں پر اسلامی عقائد کی تعلیم و اشاعت کا خوبصورت گلدستہ اور گنجینہ ہے۔

یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ خُذْ بِیَدِیْ   مَالِیْ سِوَاکَ وَلَا اَلْوِیْ اِلٰی اَحَدِ

اے میرے سردار! اے اللہ پاک کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرا ہاتھ تھام لیجئے (مدد فرمایئے) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سوا میرا کوئی نہیں ہے اور میں پھر کر کسی کی جانب نہیں دیکھتا۔[1]

فَاَنْتَ نُوْرُ الْهُدٰی فِیْ کُلِّ کَائِنَةٍ   وَاَنْتَ سِرُّ النَّدٰی یَا خَیْرَ مُعْتَمَدِیْ

اس لئے کہ تمام موجودات میں موجود ہدایت کا نور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی تو ہیں۔ اور اے میرے بہترین ملجا و ماوا (پناہ گاہ و سہارے) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بخشش و سخاوت کا سرچشمہ ہیں۔

وَاَنْتَ حَقًّا غِیَاثُ الْخَلْقِ اَجْمَعِهِمْ   وَاَنْتَ هَادِی الْوَرٰی لِلّٰهِ ذِی السَّدَدِ

اور در حقیقت آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی تو ساری مخلوق کے یاور و مددگار ہیں۔ اور صداقت و نُصرت والے ربِّ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی ساری خلقت (تمام مخلوقات) کے رہبر و راہنما ہیں۔[2]

یَا مَنْ یَّقُوْمُ مَقَامَ الْحَمْدِ مُنْفَرِدًا   لِلْوَاحِدِ الْفَرْدِ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَلِدِ

اے وہ سرورِ عالی مقام صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جو مقامِ حمد (مقامِ محمود) پر تنِ تنہا ہی جلوہ فرما ہوں گے، اُس خدائے یکتا و تنہا کی بارگاہِ عالی میں جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔

یَا مَنْ تَفَجَّرَتِ الْاَنْهَارُ نَابِعَةً   مِنْ اِصْبَعَیْهِ فَرَوّٰی الْجَیْشَ ذَا الْعَدَدِ

اے وہ ساقیِ کوثر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جن کی مقدّس انگلیوں سے عالی مرتبہ اور عمدہ نہریں جاری ہوئیں، تو اس (رحمت والے پانی) نے بڑی تعداد والے لشکر کو سیراب کر دیا۔[3]

(بقیہ اگلی قسط میں)

---

(1) اس شعر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حرفِ نِدا "یا" کے ساتھ فریاد کے لئے پکارا گیا ہے۔ شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس کا شرعی حکم بیان فرماتے ہیں کہ یارسولَ اللہ کہنا بلاشبہ جائز و مستحسن (اچھا) اور زمانۂ رسالت سے آج تک تمام اُمت میں رائج و معمول ہے۔ (فتاویٰ شارح بخاری، 1 / 285) اس موضوع پر اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا پورا رسالہ بنام "اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاہ فِیْ حِلِّ نِدَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" فتاویٰ رضویہ کی 29ویں جلد میں موجود ہے۔

(2) سرکارِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم "هَادِی الْوَرٰی" یعنی ساری مخلوق کو ہدایت دینے والے ہیں، کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام مخلوقات کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبی و رسول کی تشریف آوری کا بنیادی مقصد ہی مخلوق کو سیدھی راہ دکھانا ہوتا ہے۔ چنانچہ قراٰنِ مجید میں نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ارشاد ہوتا ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًاۙ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قراٰن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ18، الفرقان: 1) اور سیدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود ارشاد فرمایا: اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً یعنی میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم، ص210، حدیث: 1167)

(3) اس شعر میں حضور کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس عظیم معجزے کا ذکر کیا گیا ہے، جو متعدد دفعہ مختلف جگہوں میں کثیر جماعت کے سامنے ظاہر ہوا تھا، کہ ساقیِ کوثر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک انگلیوں سے بطورِ معجزہ پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ یہ معجزہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خصائص میں سے ہے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر   ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ   (حدائقِ بخشش، ص134)

(ساتویں اور آخری قسط)

مصر میں آخری دن

مولانا عبد الحبیب عطاری*

8 مارچ 2020ء کو ہم نے مصری عالم دین شیخ خالد ثابت سے ملاقات کی تھی جس کی تفصیل مدنی سفر نامہ کی گزشتہ قسط میں پیش کی گئی تھی۔ کراچی کے ایک بڑے عالم دین مفتی محمد جان نعیمی صاحب کے 3 صاحبزادے ان دنوں جامعۃ الازہر میں زیر تعلیم تھے، ان کی پُر زور دعوت پر ہم شیخ خالد ثابت کے یہاں سے فارغ ہو کر ان حضرات کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ یہاں سندھ کی ایک خانقاہ سے تعلق رکھنے والے عالم دین بھی موجود تھے۔ ان حضرات نے ہماری بہت عزت افزائی کی اور ہمیں کئی طرح کے مزیدار کھانے کھلائے۔ یہاں مصر میں دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کے مواقع اور جامعۃ الازہر کے تعلیمی معیار وغیرہ سے متعلق گفتگو ہوئی۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد رات تقریباً 12 بجے ہم اپنی رہائش گاہ پہنچے۔

آغازِ سفرِ مدینہ: 9 مارچ 2020ء ہمارے اس تقریباً 6 روزہ سفر کا آخری دن تھا اور آج ہم نے مصر سے مدینۂ منورہ کا مبارک سفر شروع کرنا تھا۔ صبح سویرے ہمیں یہ دل خراش خبر ملی کہ عرب شریف میں دنیا کے مزید 9 ممالک کے لئے سفری پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں جن میں مصر بھی شامل ہے۔ اس خبر سے ہمیں کافی دھچکا لگا۔

ہم نے جس ایئر لائن کے ذریعے سفرِ مدینہ کرنا تھا ان کے دفتر جا کر معلومات کیں تو وہاں کے عملے نے ہمارے ساتھ کافی تعاون کیا۔ ہمارے ساتھ موجود UK کے مبلغِ دعوتِ اسلامی شہباز مدنی کے لئے UK، فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے تاجر اسلامی بھائیوں کے لئے اسلام آباد جبکہ ہم 3 اسلامی بھائیوں کے لئے کراچی کے ٹکٹ امارات ایئر لائن میں بک کروا دیئے۔

دریائے نیل: اس کے بعد ہم دریائے نیل گئے۔ یہ وہ تاریخی دریا ہے جس کی طرف اشارہ قرآنی آیات میں موجود ہے جبکہ احادیثِ مبارکہ میں بھی اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ یعنی سیحان، جیحان، فرات اور نیل یہ سب جنّتی نہروں میں سے ہیں۔[1]

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ان چاروں نہروں کا جنّت سے ہونا، اس کی بہت توجیہیں کی گئیں ہیں مگر قوی یہ ہے کہ کوئی تاویل نہ کی جائے، اسے اپنے ظاہر پر رکھا جائے کہ جنّت سے ان کا پانی پہاڑوں میں بھیجا گیا اور پہاڑوں سے ان میدانوں میں جاری کیا گیا۔ چنانچہ یہ پانی بہت شیریں (میٹھے) ہیں، ہاضم ہیں، ان نہروں پر حضراتِ انبیاء کرام

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبد الحبیب عطاری کے آڈیو پیغامات وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے انہیں چیک کروانے کے بعد پیش کیا گیا ہے۔

https://www.facebook.com/AbdulHabibAttari/

* رکن شوریٰ و نگرانِ مجلس مدنی چینل

بزرگانِ دین بہت ہی کثرت سے تشریف فرما ہوئے ہیں۔[2]

دریائے نیل کا اعزاز: حضرت سیّدُنا یوسف علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی وفات کے بعد اس بات میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے۔ مصر کے ہر محلّے والے حصولِ برکت کے لئے آپ کو اپنے ہی محلّے میں دفن کرنے پر اصرار کرنے لگے۔ آخر اس بات پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ آپ علیہ السّلام کو دریائے نیل کے بیچ میں دفن کر دیا جائے تاکہ دریا کا پانی آپ کے مزار شریف کو چھوتا ہوا گزرے اور تمام مصر والے آپ کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے رہیں۔ چنانچہ آپ علیہ السّلام کو سنگِ مرمر کے صندوق میں رکھ کر دریائے نیل کے بیچ میں دفن کیا گیا۔ اس کے 400 سال کے بعد حضرت سیّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ پاک کے حکم پر آپ علیہ السّلام کے تابوت شریف کو دریا سے نکال کر آپ کے آباء و اجداد کے مزارات کے پاس ملکِ شام میں دفن فرمایا۔[3]

سب سے اچھا قصہ: ہم نے ایک کشتی میں سوار ہو کر دریائے نیل میں کچھ سفر کیا اور اس دوران میں نے مدنی چینل کے لئے حضرت سیّدُنا یوسف علیہ السّلام کا واقعہ ریکارڈ کروایا۔ اس واقعے کو قراٰن کریم میں اَحْسَنُ الْقَصَص یعنی سب سے اچھا واقعہ کہا گیا ہے۔ اسلامی بھائیوں کو میرا مدنی مشورہ ہے کہ تفسیر صراطُ الجنان جلد نمبر 4 میں سورۂ یوسف کے تحت حضرت سیّدُنا یوسف علیہ السّلام کا واقعہ ضرور پڑھیں، اِنْ شَآءَ اللہ بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔

جب ہم دریائے نیل کی سیر سے فارغ ہوئے تو ہمارے ساتھ موجود شہباز مدنی بھائی U.K واپسی کیلئے روانہ ہو گئے۔

عبرت کا نشان: آج کے دن ہم اس میوزیم کے باہر بھی گئے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کے اندر فرعون کی حنوط شدہ لاش رکھی گئی ہے۔ دریائے نیل میں غرق ہونے کے بعد اُسے عبرت کا نشان بنا دیا گیا تاکہ لوگ دیکھیں کہ اللہ پاک کی نافرمانی کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بن جائے۔[4]

مزارِ سیدہ زینب پر حاضری: نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد ہم شہزادیِ علی و فاطمہ، ہمشیرۂ حسن و حسین، آلِ رسول حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ اگرچہ شام کے شہر دمشق میں بھی آپ کی طرف منسوب مزار موجود ہے اور وہاں بھی میری حاضری ہوئی ہے لیکن جمہور عُلَما کا موقف اور دلائل کی روشنی میں راجح یہی ہے کہ سیّدہ پاک کا مزار شریف مصر کے شہر قاہرہ میں موجود ہے۔ میدانِ کربلا میں اہلِ بیت پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جانے کے موقع پر اس مبارک گھرانے کی خواتین اور بالخصوص سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جس مثالی و تاریخی صبر و رضا اور جرأت مندی و بہادری کا ثبوت دیا وہ تمام مسلمانوں بالخصوص اسلامی بہنوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔[5]

مصر سے واپسی: مصر کا 6 روزہ سفر مکمل کرنے کے بعد رات تقریباً پونے 1 بجے کی فلائٹ سے ہم پہلے متحدہ عرب امارات (U.A.E) اور پھر وہاں سے کراچی پہنچے۔ اس سفر کے دوران وقتاً فوقتاً شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ سے رابطہ رہا، میں کارکردگی پیش کرتا رہا اور آپ اپنے مخصوص انداز میں حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

اللہ کریم ہمارے اس سفر اور کاوشوں کو قبول فرمائے، خطاؤں سے درگزر فرمائے اور جن اسلامی بھائیوں نے ہمارا ساتھ دیا انہیں دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) مسلم، ص1166، حدیث:7161 (2) مراٰۃ المناجیح، 7/490 (3) فتاویٰ رضویہ، 30/599، عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص145 (4) پ11، یونس:92 (5) حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے حالاتِ زندگی جاننے کے لئے ماہنامہ فیضانِ مدینہ برائے ذوالقعدہ 1439ھ صفحہ 36 کا مطالعہ فرمائیے۔

تعزیت و عیادت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے Video اور Audio پیغامات کے ذریعے دکھیاروں اور غم زدوں سے تعزیت اور بیماروں سے عیادت فرماتے رہتے ہیں، ان میں سے منتخب پیغامات ضروری ترمیم کے بعد پیش کئے جارہے ہیں۔

حضرت علامہ پیر عبد المالک خان لُقمانوی کے انتقال پر تعزیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی عُفِیَ عَنْہٗ کی جانب سے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ حضرت مولانا پیر مصباح المالک خان لُقمانوی، حضرت مولانا مفتی حبیبُ المالک خان قادری، حضرت مولانا ڈاکٹر انوار المالک غزنوی صاحب، حضرت مولانا صاحبزادہ راشد المالک خان صاحب اور صاحبزادہ فرید المالک لُقمانوی صاحب کے والدِ محترم مناظرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ پیر محمد عبد المالک خان لُقمانوی قادری ہزاروی صاحب طویل علالت کے بعد 16 ذُوالحجۃِ الحرام 1442 سنِ ہجری مطابق 26 جولائی 2021ء کو 100 سال کی عمر میں لندن میں قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

اس کے بعد شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حضرت کے تمام سوگواروں سے تعزیت کی، حضرت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہوئے ایصالِ ثواب کیا اور مزید ایصالِ ثواب کے لئے عالمِ دین کی فضیلت واہمیت پر ایک قول بیان فرمایا: حجۃُ الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ "احیاءُ العلوم" میں تحریر فرماتے ہیں: کسی دانا کا قول ہے: "عالم کی وفات پر پانی میں مچھلیاں اور ہوا میں پرندے روتے ہیں، عالم کا چہرہ اوجھل ہو جاتا (یعنی چھپ جاتا) ہے لیکن اس کی یادیں باقی رہتی ہے۔" (احیاء العلوم، 1/24)

حضرت پیر رحمت کریم صاحب کے انتقال پر تعزیت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے حضرت پیر رحمت کریم صاحب (ضلع نوشہرہ خیبر پختونخوا پاکستان) کے انتقال پر حضرت کے تمام سوگواروں سے تعزیت کی اور حضرت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہوئے ایصالِ ثواب بھی کیا۔

حضرت علامہ مولانا مفتی ادریس رضوی کے انتقال پر تعزیت

خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی ادریس رضوی صاحب 17 ذُوالحجۃِ الحرام 1442 سنِ ہجری مطابق 28 جولائی 2021ء کو 115 سال کی عمر میں چٹاگانگ (بنگلہ دیش) میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے آپ کے صاحبزادوں حضرت مولانا الیاس رضوی صاحب، حضرت مولانا عطاءُ المصطفےٰ رضوی صاحب اور حضرت مولانا شعیب رضوی صاحب سمیت تمام سوگواروں سے تعزیت کی اور حضرت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے

ہوئے ایصالِ ثواب بھی کیا۔

دیگر علما و مشائخ کرام کی تعزیت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے 1 خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شہبازِ دکن، حضرت علّامہ مولانا مجیب علی رضوی صاحب (حیدر آباد دکن، ہند)[1] 2 حضرت پیر حافظ شعیب باچا صاحب (حضرو اٹک، پنجاب)[2] 3 حضرت علّامہ مولانا محمد عبدالرشید قادری قریشی (ڈی جی خان، پنجاب)[3] 4 سجادہ نشین پیر شیخ صالح سوائی، حضرت خلیفہ شیخ شیر محمد قادری (پیر سوائی، اوتھل، بلوچستان)[4] 5 حضرت مولانا حامد علی شاکر صاحب (کراچی)[5] 6 حضرت پیر شہاب الدین قریشی نقشبندی صاحب (درگاہ کوژو شریف، نوشہرو فیروز، سندھ)[6] سمیت 419 عاشقانِ رسول کے انتقال پر ان کے سوگواروں سے تعزیت کی اور مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہوئے ایصالِ ثواب بھی کیا۔

دعائے صحت خیر الاذکیاء حضرت علّامہ مولانا محمد احمد مصباحی

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت علّامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب (ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور شریف، ہند) کے لئے دعائے صحت کی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

یاربِّ المصطفےٰ جلّ جلالہٗ و صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! حضرت علّامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب کو شفائے کاملہ، عاجلہ، نافعہ عطا فرما، اے اللہ پاک! انہیں صحتوں، راحتوں، عافیتوں، عبادتوں، ریاضتوں اور دینی خدمتوں بھری طویل زندگی عطا فرما، اِلٰہَ الْعٰلَمِیْن! یہ بیماری، یہ پریشانی ان کے لئے ترقیِ درجات کا باعث اور جنّۃ الفردوس میں بے حساب داخلے اور اپنے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے پڑوس کے حصول کا ذریعہ بن جائے، یااللہ پاک! انہیں در در کی ٹھوکروں، اسپتالوں کے پھیروں، ڈاکٹروں کے دھکوں اور دواؤں کے خرچوں سے نجات عطا فرما، مولائے کریم! انہیں صبر عطا فرما، صبر پر انہیں ڈھیروں ڈھیر اجر عطا فرما، یااللہ پاک! ان پر خصوصی رحم و کرم اور فضل فرما، رحمت کی نظر فرما، شفا کی خیرات ان کی جھولی میں ڈال دے، کربلا والوں کے صدقے ان کی یہ آفت دور فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰه! لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰه! لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰه یعنی کوئی حرج کی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔

حضور والا! ہمت رکھئے گا، اللہ کریم! آپ جناب کا سایۂ عاطفت ہم غریب سنّیوں پر دراز فرمائے اور اہلِ سنّت کو آپ جناب سے خوب فیض یاب کرے۔ کسی نے بڑا پیارا شعر کہا ہے:

دُکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے سرکار نظر آئے

بے حساب مغفرت کی دعا کا ملتجی ہوں۔

نیز امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے ● حضرت علّامہ مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب ● مفتی نسیم مصباحی صاحب کے لئے بھی دُعائے صحت و عافیت فرمائی۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے جولائی 2021ء میں مَدَنی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ پیغاماتِ عطّار کے ذریعے تقریباً 1 ہزار 809 پیغامات جاری فرمائے جن میں 419 تعزیت کے، 1 ہزار 235 عیادت کے جبکہ 155 دیگر پیغامات تھے۔

---

(1) تاریخِ وفات: 25 ذوالقعدۃ الحرام 1442ھ مطابق 7 جولائی 2021ء
(2) تاریخِ وفات: 26 ذوالقعدۃ الحرام 1442ھ مطابق 7 جولائی 2021ء
(3) تاریخِ وفات: 28 ذوالقعدۃ الحرام 1442ھ مطابق 9 جولائی 2021ء
(4) تاریخِ وفات: پہلی ذوالحجۃ الحرام 1442ھ مطابق 12 جولائی 2021ء
(5) تاریخِ وفات: 2 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ مطابق 13 جولائی 2021ء
(6) تاریخِ وفات: 8 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ مطابق 19 جولائی 2021ء

مدنی کلینک

معمولاتِ مصطفےٰ اور صحت و تندرستی

محمد حامد سراج عطاری مدنی٭

آج لوگ گوناگوں مسائل میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں، معاشی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی مسائل تو درپیش ہیں ہی مگر آج کے دور میں صحت و تندرستی برقرار رکھنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دینِ اسلام ہر شعبے میں مکمل راہنمائی کرتا ہے، اسلامی تعلیمات جہاں عقائد و عبادات، معاشرت و معاملات اور اخلاق و آداب کے تمام پہلوؤں کو شامل ہیں وہیں حفظانِ صحت اور تندرستی کے معاملات میں بھی اسلام نے ایسا نظام عطا فرمایا ہے جو صحت مند زندگی کی ضمانت ہے۔ آیئے! صحت و تندرستی برقرار رکھنے کے تعلق سے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مقدس زندگی کے تین معمولات کے بارے میں جانتے ہیں۔

کھانا اور معمولاتِ مصطفےٰ: صحت کی حفاظت میں خوراک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ظاہر ہے کہ بنا کھائے پیئے کوئی زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اس میں اعتدال کا قائم رہنا بہت ضروری ہے۔ متوازن خوراک سے ہی انسان کی صحت برقرار رہتی ہے اور وہ مناسب نشوونما پاتا رہتا ہے۔ متوازن غذا کسے قرار دے سکتے ہیں؟ قراٰنِ پاک نے اس بارے میں قدیم و جدید طب کی تمام تحقیقات کو ان تین جملوں میں بیان فرمادیا ہے: ﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو۔[1]

کھانے پینے میں یہ ضروری ہے کہ توازن کو قائم رکھا جائے۔ یعنی اتنا زیادہ بھی نہ کھالیا جائے کہ معدہ قدم قدم پر صدائے احتجاج بلند کرتا سنائی دے۔

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کھانے پینے کا انداز بھی انتہائی قابلِ تقلید بلکہ صحت و تندرستی کی بقا کے لئے ضروری ہے۔ کھانے سے پہلے اور بعد کی دعائیں پڑھنا،[2] خواہش کے بغیر نہ کھانا، پیٹ بھر کر نہ کھانا،[3] تکیہ (ٹیک) لگا کر نہ کھانا،[4] تین انگلیوں سے کھانا،[5] کھانے میں عیب نہ نکالنا،[6] اپنے سامنے سے کھانا[7] اور کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ منہ دھونا[8] یہ آداب خوراک کے بارے میں آپ علیہ السلام کے نفیس مزاج کا پتا دے رہے ہیں۔ (کھانے کے بارے میں مزید آداب جاننے کے لئے "فیضانِ سنّت جلد اوّل" کے باب "آدابِ طعام" کا مطالعہ کیجئے۔)

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذائیں: آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذاؤں میں کدو،[9] کھجور،[10] انگور،[11] خربوزہ، تربوز،[12] گوشت،[13] دودھ،[14] جَو،[15] شہد،[16] سرکہ،[17] اور ستو[18] وغیرہ شامل تھے۔ یہ وہ غذائیں ہیں جن کی افادیت

٭فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ سیرت مصطفےٰ، المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کراچی

پر قدیم وجدید تمام طبی تحقیقات متفق ہیں اور ہر ملک میں ان کا استعمال صحت بخش اور مفید ہے۔

مشروبات اور معمولاتِ مصطفےٰ: انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے اہم ذرائع میں سے ایک پانی ہے۔ وہی پانی صحت بخش اور مفید ہے جو ہر طرح کی گندگیوں سے پاک وصاف ہو اور ضرورت کے وقت مناسب طریقے سے پیا جائے۔ پانی اور دیگر مشروبات کے بارے میں بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ نور ہمیں بہت کچھ سکھاتا ہے۔ آپ نے سادہ پانی بھی نوش فرمایا[19] اور پانی میں دودھ یا شہد ملا کر بھی نوش فرماتے۔[20] اسی طرح پانی میں کشمش[21] اور کھجور ملا کر[22] بھی اسے شرف بخشا ہے۔ خالص سادہ پانی صرف پیاس بجھاتا ہے جبکہ دودھ اور شہد وغیرہ میں ملا پانی مشروب اور غذا دونوں کا کام دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو محبوب ترین شربت ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔[23] اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بہترین مشروب وہی ہے جس میں یہ دو وصف ہوں۔ تجربہ بھی شاہد ہے کہ جو مشروب مناسب حد تک مٹھاس اور ٹھنڈک پر مشتمل ہو اس سے انسان اکثر فرحت اور سرور محسوس کرتا ہے جبکہ شہد ملا ہوا پانی تو کئی امراض کا علاج ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پینے سے متعلق آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مزید ہدایات و معمولات جیسے بیٹھ کر پینا،[24] مشروبات کی دعائیں پڑھنا،[25] تین سانس میں پینا[26] اور برتن میں سانس نہ لینا[27] وغیرہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ آپ نے کھانے پینے کے معاملے میں صحت و تندرستی کے بنیادی اصولوں کو پیشِ نظر رکھا بلکہ ان اصولوں کو اپنی تعلیمات کے ذریعے مزید جلا بخشی۔

نیند اور معمولاتِ مصطفےٰ: صحت اور تندرستی کے لئے مناسب حد تک نیند بھی بہت ضروری ہے، دن بھر کی محنت اور کام کاج کرنے سے انسانی اعضاء تھک جاتے ہیں، اللہ پاک نے نیند کی صورت میں اس انسانی ضرورت کی تکمیل کا سامان فرمایا ہے۔ نیند کے بارے میں بھی آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ رحمت بالکل فطری اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین موافق ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ نور یہ تھا کہ مختلف دعائیں پڑھ کر آرام فرماتے۔[28] جب بیدار ہوتے تو پھر دعا پڑھتے اور رب کا شکر ادا کرتے،[29] پھر مسواک فرماتے،[30] نماز پڑھنی ہوتی تو اس کے لئے وضو فرماتے۔ سونے میں آپ کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ دایاں ہاتھ رُخسار کے نیچے رکھ کر سوتے[31] اور دائیں پہلو پر سوتے۔[32] سونے کا یہ طریقہ صحت اور تندرستی کو برقرار رکھنے کے قریب ہے کہ اس سے دل پر بوجھ نہیں بنتا، معدے کا اینگل ایسا رہتا ہے کہ کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے اور تمام اعضاء سے آہستہ آہستہ تھکاوٹ دور ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بائیں کروٹ پر سونے سے دل پر بوجھ بنتا ہے اور امراضِ قلب کا اندیشہ رہتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلا ضرورت نہ سوتے، صحت کے اعتبار سے سونے کا سب سے بُرا طریقہ اوندھے منہ پیٹ کے بل سونا ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی تعبیر جہنمیوں کے سونے سے فرمائی ہے۔[33] ان تین سمیت آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کئی معمولات ہیں جو تندرست رہنے میں مدد کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

---

(1) پ8، الاعراف: 31 (2) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص118، 119 (3) سابقہ حوالہ، ص100، حدیث: 140 (4) سابقہ حوالہ، ص96، حدیث: 132 (5) سابقہ حوالہ، ص96، حدیث: 133 (6) بخاری، 3/531، حدیث: 5409 (7) شعب الایمان، 5/79، حدیث: 5846 (8) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص116، حدیث: 178 (9) بخاری، 3/536، حدیث: 5433 ملتقطاً (10) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص67، حدیث: 134 (11) معجم کبیر، 12/115، حدیث: 12727 (12) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص121، حدیث: 188، 189 (13) سابقہ حوالہ، ص102تا112 ملخصاً (14) سابقہ حوالہ، ص124، حدیث: 196 (15) سابقہ حوالہ، ص99، حدیث: 137 (16) بخاری، 3/536، حدیث: 5431 (17) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص109، حدیث: 164 (18) سابقہ حوالہ، ص97، حدیث: 134 (19) سابقہ حوالہ، ص120، حدیث: 187 (20) مرقاۃ المفاتیح، 6/79 (21) ابوداؤد، 3/469، حدیث: 3713 (22) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص120، حدیث: 187 (23) ترمذی، 3/356، حدیث: 1902 (24) مسلم، ص863، حدیث: 2024 (25) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص124، حدیث: 196، ابوداؤد، 3/476، حدیث: 3730 (26) الشمائل المحمدیہ للترمذی، ص127، حدیث: 201 (27) ابوداؤد، 3/475، حدیث: 3728 (28) بخاری، 4/192، حدیث: 6312، 13 (29) بخاری، 4/192، حدیث: 6312 (30) مسلم، ص124، حدیث: 596 (31) ترمذی، 5/550، حدیث: 259 (32) ابن خزیمہ، 2/149، حدیث: 1093 (33) ابن ماجہ، 4/214، حدیث: 3724۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مسکرانے کے پانچ واقعات

بنتِ صادق عطاریہ (جامعۃ المدینہ گلستانِ مصطفےٰ عزیز آباد، کراچی)

نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں میں ایک بہت ہی پیاری سنت مسکرانا ہے۔ حدیث پاک میں ہے اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی، 3/384، حدیث:1963)

1 جب کسی کو مسکراتا دیکھیں تو یہ دعا پڑھیے: اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یعنی اللہ پاک آپ کو مسکراتا رکھے۔ جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دربارِ گوہربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس (ازواجِ مطہرات میں سے) قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محوِ گفتگو تھیں زیادہ بخشش کا مطالبہ کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ جلدی سے اٹھ کر پردے میں چلی گئیں۔ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی، جب یہ اندر داخل ہوئے تو نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تبسم فرما رہے تھے۔ یہ عرض گزار ہوئے: اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ (کیا بات ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس حاضر تھیں کہ انہوں نے جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے اُٹھ کر پردے میں چلی گئیں۔

(بخاری، 2/403، حدیث:3294، ارشاد الساری، 13/118، تحت الحدیث:6085)

2 حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "میں اس پہلے شخص کو جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہو گا۔ اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو پیش کرو۔ اس کے بڑے بڑے گناہوں کو ابھی اظہار نہ کرو، وہ اقرار کرے گا، انکار نہ کرے گا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہو گا۔ (اللہ پاک کی طرف سے) اس شخص سے کہا جائے گا: جا تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جاتی ہے، یہ دیکھ کر وہ عرض کرے گا میرے اور بھی بہت سے گناہ ہیں جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا۔" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔ (مسلم، ص101، حدیث:467)

3 ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی قہقہہ نہیں لگایا بلکہ مسکرایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف فرما تھے، دو بکریاں ایک دوسرے کو سینگیں مار رہی تھیں، ایک نے دوسری کو ٹکر مار کر گرا دیا یہ دیکھ کر نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسکرا دیئے۔ پوچھا گیا: یارسولَ اللہ! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ فرمایا: مجھے اس بکری پر تعجب ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! قیامت کے دن اس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ (مسند امام احمد، 8/120، حدیث:21567)

4 حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابو بکر کی مدح میں کچھ کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں، حضرت سیدنا حسان بن ثابت نے شانِ صدیقِ اکبر میں ایک رباعی عرض کی:

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ ... طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

ترجمہ: اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ اس بابرکت غارِ ثور میں "ثَانِیَ اثْنَیْنِ" یعنی دو میں سے دوسرے تھے جب دشمن نے اس پہاڑ کے گرد چکر لگایا اور اس پر چڑھا۔

وَكَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا   مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلَا

ترجمہ: اور آپ ہی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضور نبیِّ کریم، رؤفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ساری مخلوق میں کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھا۔

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور اتنا مسکرائے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں پھر ارشاد فرمایا: اے حسّان! تونے سچ کہا ابو بکر ایسے ہی ہیں۔ (مستدرک، 4/7، حدیث:4469۔ جمع الجوامع، 14/61، حدیث:9361)

5 حضرت صُہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے روٹی اور کھجور رکھی تھی، آپ نے فرمایا: قریب آؤ اور کھاؤ! میں کھجوریں کھانے لگا تو نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمانے لگے: تم کھجور کھا رہے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ آئی ہوئی ہے؟ میں نے عرض کی کہ دوسری جانب سے چبا رہا ہوں۔ تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسکرا دیئے۔ (ابن ماجہ، 4/91، حدیث:3443)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

نفل نمازوں کے فضائل

محمد شہزاد عطّاری (درجہ رابعہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ عثمان غنی، کراچی)

اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور ہر مسلمان اللہ پاک کا محبوب اور مقرب بندہ بننا چاہتا ہے۔ اللہ پاک نے بنی آدم کو اپنا محبوب و مقرب بندہ بننے کے بہت سے ذرائع بیان فرمائے ہیں جن کے ذریعے بندہ اللہ پاک کا محبوب و مقرب بندہ بن سکتا ہے۔ ان میں سے ایک ذریعہ نفلی نمازیں بھی ہے۔ بندہ نفلی نمازیں پڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک اس کو اپنا محبوب و مقرب بندہ بنا لیتا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے فرمایا: میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ (بخاری، 4/248، حدیث:6502 ملخصاً)

نوافل پڑھنے والوں کے بارے میں اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا٘ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ۝﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔ (پ21، السجدۃ:16)

اس آیت میں رات میں نوافل پڑھنے والوں کے اوصاف بیان ہوئے ہیں اور تمام نوافل میں سب سے افضل رات کے نوافل ہیں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی نماز ہے۔ (مسلم، ص456، حدیث:2755)

حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت نوافل ادا کرو تم لوگ سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (دارمی، 1/405، حدیث:1460)

احادیثِ مبارکہ میں دیگر نوافل کی بھی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ سنتے ہیں:

نمازِ اشراق کی فضیلت: فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم: جو نمازِ فجر باجماعت ادا کرے اور پھر ذکرُ اللہ کرتا رہے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے پورے حج و عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، 2/100، حدیث:586) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہے حتّٰی کہ اشراق کے نفل پڑھ لے اور اس دوران صرف خیر ہی بولے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ (ابوداؤد، 2/41، حدیث:1287)

نمازِ چاشت کی فضیلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ پاک نے ارشاد فرمایا: جو چاشت کی دو رکعتیں پابندی سے ادا کرتا رہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ابن ماجہ، 2/153، حدیث:1382)

نمازِ اوابین کی فضیلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت شہنشاہِ نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے تو یہ چھ رکعتیں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔ (ابن ماجہ، 2/45، حدیث:1167)

تحیۃُ الوضو کی فضیلت: حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعتیں پڑھے

اس کے لئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم، ص118، حدیث:553)

لوط علیہ السلام کی قوم کی نافرمانیاں

ثقلین عطاری (درجۂ سادسہ کی، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی)

اللہ کریم کی شان کریمی ہے کہ کسی قوم کو اُس وقت تک عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا جب تک اپنے رسولوں کو بھیج کر ان تک اپنے احکامات نہ پہنچا دے۔ لیکن ان احکامات کو سننے کے بعد بھی جو قومیں نافرمانیوں سے باز نہیں آئیں ان کو رہتی دنیا تک کیلئے نشانِ عبرت بنا دیا جاتا ہے۔ انہی قوموں میں سے ایک حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم بھی ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کو اہلِ سدوم کی طرف بھیجا گیا تاکہ انہیں دینِ حق کی طرف بلائیں۔ اس قوم کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں، وہاں ہر طرح کے اناج و پھل اور میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے لیکن یہ قوم انتہائی بدترین گناہوں اور نہایت قبیح حرکات و افعال میں مبتلا رہتی تھی۔ ذیل میں قوم لوط کی چند ایسی نافرمانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں سے بیشتر نے آج عالمِ کفر کے ساتھ ساتھ دنیائے اسلام کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

(1) مسافروں کی حق تلفی کرنا، ان پر ظلم و ستم کرنا، ان کا مال لوٹ لینا، ان سے بھتہ وصول کرنا (2) صدقہ نہ دینا (3) کبوتر بازی کرنا (4) ایک دوسرے کا مذاق اڑانا (5) بات بات پر گالیاں دینا (6) سیٹیاں اور تالیاں بجانا (7) چغل خوری کرنا (8) مونچھیں بڑی رکھنا اور داڑھیاں ترشوانا (9) شراب پینا (10) گانے باجے کے آلات بجانا (11) مجلسوں میں فحش باتیں کرنا (12) مردوں اور نوجوان لڑکوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بدفعلی کرنا (13) اعلانیہ بدفعلی کرنا (14) بیویوں کے ساتھ بدفعلی کرنا (15) خوبصورت لڑکوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا، ان سے ہاتھ ملانا اور بدفعلی کرنا۔ (سیرت الانبیاء، ص377، 378 ملتقطاً)

غور کیجئے! کیا یہ نافرمانیاں آج ہمارے معاشرے میں نہیں پائی جا رہی ہیں۔ آئیے قرآن کی زبانی یہ بھی سن لیجئے کہ قومِ لوط کا انجام کیا ہوا اور خود کو اس عبرت ناک انجام سے ڈرایئے۔ چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ۝ فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑ نے آلیا، تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے۔ (پ14، الحجر: 73، 74) وَالْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی

تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 136 مضامین کے مؤلفین

مضمون بھیجنے والے اسلامی بھائیوں کے نام:

کراچی: محمد شفیق مدنی، حافظ محمد اسماعیل، سمیر رضا، دانش عطاری، محمد حسان رضا عطاری، محمد شاف عطاری، احمد رضا، محمد شہزاد، محمد ابوبکر عطاری، محمد اسماعیل، ثقلین رضا، توصیف، جاوید عبد الجبار، سید منیر شاہ بخاری، ہدایت اللہ عطاری، وقار یونس۔ **لاہور:** محمد زین العابدین، جمیل الرحمٰن، محمد فیاض عطاری، مبشر رزاق عطاری۔ **راولپنڈی:** طلحہ خان عطاری، شاکر حسین، بخت زمان عطاری، عبد الباسط خان عطاری۔ **فیصل آباد:** عبد الرؤف عطاری، محمد آصف، اویس افضل۔ **عارف والا:** جواد الحسن عطاری، مزمل علی عطاری۔ **متفرق شہر:** محمد عامر (رحیم یار خان)، محمد برہان الحق جلالی (جہلم)، اَفضل اللہ عطاری (اسلام آباد)، محمد فہیم رضا (جامپور، پنجاب)، بلال حسن (سرگودھا)، محمد حمزہ عطاری (حیدر آباد)، محمد عابد عطاری (پاکپتن)۔

مضمون بھیجنے والی اسلامی بہنوں کے نام:

کراچی: بنتِ رضوان، بنتِ عمران، بنتِ ذکریا، بنتِ وسیم عطاری، بنتِ محمد اکرم، بنتِ شہزاد احمد، بنتِ عدنان، بنتِ محمد تسلیم، بنتِ خورشید، بنتِ اسماعیل، بنتِ محمد سلمان، بنتِ شہزاد، بنتِ محمد عدنان، بنتِ سفیر اللہ، بنتِ وسیم، بنتِ محمود، بنتِ صادق، بنتِ نور محمد، بنتِ نور احمد، بنتِ ظفر حسین، بنتِ فاروق، بنتِ محمد حسین، بنتِ معین، بنتِ محمد یوسف، بنتِ محمد اقبال، بنتِ نبیل۔ **سیالکوٹ:** بنتِ عبد العزیز، بنتِ محمد ثاقب، بنتِ منظور، بنتِ محمد اللہ، بنتِ تنویر احمد، بنتِ منیر، بنتِ مشتاق، بنتِ نوید، بنتِ محمد شریف۔ **گجرات:** بنتِ محمد بلال، بنتِ منور حسین، بنتِ شبیر، بنتِ لطیف۔ **حیدر آباد:** بنتِ محمد عمران، بنتِ بابر حسین، بنتِ اختر، بنتِ سلیم۔ **لاہور:** بنتِ شفیق، بنتِ سید ضیا، بنتِ صابر، بنتِ سلیمان۔ **فیصل آباد:** بنتِ سلیم، بنتِ اصغر علی، بنتِ امین۔ **واہ کینٹ:** بنتِ شاہنواز، بنتِ کریم۔ **راولپنڈی:** بنتِ ملک جاوید، اُمِّ حنظلہ۔ **میانوالی:** بنتِ محمد شیر اعوان، بنتِ افتخار، بنتِ نذیر۔ **متفرق شہر:** بنتِ طارق حسین (ڈیرہ اسماعیل خان)، بنتِ بلال (دیپالپور)، بنتِ پرویز احمد خان (مریدکے)، بنتِ ناصر (نوری آباد)، بنتِ سرور (بکھر)، بنتِ اللہ بخش (بلوچستان)، بنتِ احمد (اوکاڑہ)۔ **بیرونِ ملک: ہند:** اُمِّ حسنین، بنتِ خلیل، بنتِ عمران، بنتِ غلام رسول، بنتِ شکیل، بنتِ محمد غوث، بنتِ عبد القادر، بنتِ عبد الرشید۔ **یوکے:** بنتِ عرفان۔ **متفرق:** بنتِ سرور علی، بنتِ کریم۔

ان مؤلفین کے مضامین 10 اکتوبر 2021ء تک ویب سائٹ news.dawateislami.net پر اپلوڈ ہو جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

آپ کے تاثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تاثرات و تجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تاثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

علمائے کرام اور دیگر شخصیات کے تاثرات

1 مولانا حافظ احتشام قادری مدنی (چیئرمین آل محمد ویلفیئر ٹرسٹ، ادارہ فیضانِ مصطفیٰ، گوجر خان): اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی کے نمایاں کاموں میں سے ایک ہے جس سے ہزاروں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ یہ ایک ایسا منفرد میگزین ہے جس میں دینی اور دنیاوی دلچسپ و دلکش مضامین ہوتے ہیں، یہ میگزین بالعموم سب کے لئے اور بالخصوص بچّوں اور عورتوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

2 بنتِ محبوب عطاریہ مدنیہ (جامعۃ المدینہ للبنات، بمبئی ہند): اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" علم و عرفان کا خزانہ اور ایک کتابی مبلغ ہے، اس میں زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں دینی راہنمائی کی جارہی ہے، اس پُرفتن دور میں عقائد و اعمال کے تحفظ کیلئے اس کا مطالعہ بے حد مفید اور کارآمد ہے، دارُالافتاء اہلِ سنّت کے فتاویٰ، اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل، بزرگانِ دین کے اقوال اور روزمرہ کے معمولات مثلاً گفتگو میں ہونے والی بے احتیاطی وغیرہ کی طرف توجہ دلانا معاشرے کی اصلاح کا زبردست ذریعہ ہے۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس میں سیزن کے مطابق اسلامی مہینوں یا تہواروں کے متعلق شرعی مسائل اور احکامات کے ساتھ اچھے اعمال کی ترغیب کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

متفرق تاثرات

3 ماشآءَ اللہ! "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" علمِ دین کا ذخیرہ ہے، اس میں بہت سے مضامین اور بزرگوں کی سیرت پڑھنے کا موقع ملتا ہے، خصوصاً اس میں بچّوں کی سبق آموز کہانیاں بچّے شوق سے پڑھتے ہیں، اوراد و وظائف پڑھ کر کافی سارے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ (محمد اویس رضا قادری، کندیاں، میانوالی) 4 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" دعوتِ اسلامی کی ایک عظیم کاوش اور دینِ اسلام کی طرف راغب کرنے کا حسین ذریعہ ہے۔ (محمد عامر، جھمپیر، سندھ) 5 مشورہ: "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں جنّت کی نعمتوں کے بارے میں مضمون شائع کئے جائیں۔ (محمد آصف اکرام، سرگودھا) 6 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بہت عمدہ ہے، اس میں موجود اسلامی بہنوں کا ماہنامہ بھی بہت زبردست ہے، میرے ذہن میں بہت سارے سوالات تھے جن کے جوابات مجھے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" سے مل گئے اور میرا ذہن صاف ہوگیا۔ (اُمِّ حسین، آئرلینڈ) 7 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی ہم نے پہلی بار بکنگ کروائی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے، اس میں بچّوں کی کہانیاں وغیرہ بھی بہت اچھی ہیں، اِنْ شَآءَ اللہ ہر سال "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی بکنگ کروائیں گے۔ (بنتِ علی گوہر، دادو، سندھ) 8 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" دعوتِ اسلامی کی ایک بہت بڑی کاوش ہے، "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے تو کیا کہنے! بچہ ہو یا بڑا سبھی کے لئے اس میں دلچسپی کا سامان ہے، اس میں جو "نئے لکھاری" کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے وہ بھی بہت شاندار ہے۔

(بنتِ محمد عدنان، طالبہ جامعۃ المدینہ للبنات، کراچی)

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

مولانا عمر فیاض عطاری مدنی*

مجلس تحقیقاتِ شرعیہ (دعوتِ اسلامی) کا اجلاس

مختلف شہروں سے مفتیانِ کرام کی شرکت

علماو مفتیانِ کرام پر مشتمل جدید مسائل پر غوروفکر کرنے والی مجلس تحقیقاتِ شرعیہ (دعوتِ اسلامی) کا دو دن کا اجلاس عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں واقع دارُالافتاء اہلِ سنّت کے ہیڈ آفس میں ہوا۔ 14 جولائی سے شروع ہونے والے اس اجلاس میں دو اہم موضوعات (1) گناہ میں تعاون اور (2) آن لائن خریداری کے تعلق سے عصرِ حاضر کے بعض اہم مسائل پر گفتگو کی گئی۔ اس اجلاس کے مقالہ جات (Thesis) لکھنے کا سلسلہ دو ماہ قبل ہی شروع ہوچکا تھا۔ اجلاس میں کراچی، لاہور، راولپنڈی، ملتان اور حیدرآباد سے دارُالافتاء اہلِ سنّت کے وہ علماو مفتیانِ کرام بھی تشریف لائے جو تحقیقاتِ شرعیہ کے رکن ہیں۔ اجلاس کے پہلے دن دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی محمد عمران عطاری اور ترجمانِ دعوتِ اسلامی مولانا عبدُالحبیب عطاری نے بھی شرکت فرمائی۔

دعوتِ اسلامی کا یتیم خانے بنانے کا اعلان

امیرِ اہلِ سنّت نے "مدنی ہوم" نام رکھا

شجر کاری مہم، بلڈ ڈونیشن مہم اور تھیلیسیما فری پاکستان مہم کے بعد اب دعوتِ اسلامی نے کراچی میں یتیم خانہ بنانے کا اعلان کیا ہے جس کا نام امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے "مدنی ہوم" رکھا ہے۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اب دعوتِ اسلامی "مدنی ہوم" کے نام سے یتیم خانے بھی بنائے گی اور اس کی پہلی برانچ کراچی میں قائم کی جائے گی۔ کراچی کے بعد ملک بھر میں اور بیرونِ ممالک بھی یتیم خانے بنائے جائیں گے۔ "مدنی ہوم" میں یتیم بچّوں کو قراٰن پاک کی تعلیم دی جائے گی اور دیگر کورسز بھی کروائے جائیں گے، جو بچے قراٰن پاک حفظ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے انہیں حفظ بھی کروایا جائے گا جبکہ باصلاحیت بچّوں کو عالم اور مفتی کورس بھی کروائے جائیں گے۔ بچّوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جائے گی جبکہ کھانے کے علاوہ کپڑے، ادویات اور دیگر ضروریاتِ زندگی بھی فراہم کی جائیں گی۔ "مدنی ہوم" میں ایسے بچّوں کو رجسٹرڈ کیا جائے گا جن کے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہوچکا ہو یا جن کے ماں باپ میں طلاق ہوچکی ہو اور دونوں میں سے کوئی بھی بچّے اپنے پاس نہ رکھ رہا ہو۔

ڈی جی رینجرز سندھ کا عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی کا دورہ

خدماتِ دعوتِ اسلامی کے اعتراف میں نگرانِ شوریٰ کو شیلڈ پیش کی

ڈی جی رینجرز سندھ افتخار حسین چودھری نے 2 جولائی 2021ء کو دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی کا دورہ کیا۔ ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی نے انہیں دعوتِ اسلامی کے اسلامک ریسرچ سینٹر "المدینۃ العلمیہ"، مدنی چینل اور دیگر ڈیپارٹمنٹس کا وزٹ کروایا۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے ہیڈ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے بھی ڈی جی رینجرز سے ملاقات کی اور انہیں دعوتِ اسلامی کی دینی، اصلاحی اور فلاحی خدمات سے آگاہ کیا۔ نگرانِ شوریٰ نے ڈی جی رینجرز سندھ کو کتابوں کا تحفہ پیش کیا جبکہ ڈی جی رینجرز نے خدماتِ دعوتِ اسلامی کے اعتراف میں نگرانِ شوریٰ کو شیلڈ پیش کی۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

آؤ بچو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

جھوٹ بولنے سے بچئے

مولانا محمد جاوید عطاری مدنی

اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک فرمان میں یہ بھی ہے: اِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ یعنی جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔ (بخاری،4/125،حدیث:6094)

پیارے بچو! سچ کے اُلٹ کو جھوٹ کہتے ہیں۔ جھوٹ بولنا گناہ ہے، جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے، جھوٹ بولنے سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں، جھوٹے پر اللہ پاک کی لعنت ہے، جھوٹ بولنے والے کی کوئی عزت نہیں کرتا، ایک جھوٹ چھپانے کے لئے بہت سارے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، جھوٹ بولنے والے کی بات کا کوئی یقین نہیں کرتا، سامنے والے کو جب پتا چلے گا کہ اس کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے تو اس کا دل دکھ سکتا اور حق تلفی بھی ہو سکتی ہے۔

بعض بچے بات بات پر جھوٹ بول دیتے ہیں، مثلاً امّی جان نے صبح اسکول یا مدرسے جانے کے لئے اٹھایا تو آگے سے بہانا بناتے ہوئے کہتے ہیں: طبیعت خراب ہے۔ دوسرے بچے کی کوئی چیز چھپالی پوچھنے پر کہا: میرے پاس نہیں ہے۔ کسی کو مار کر اپنے گھر آگئے اور جب اس کی امّی آئی تو کہا کہ میں نے تو نہیں مارا وغیرہ وغیرہ۔

اچھے بچو! اچھے بنیں اچھے بنیں، ہمیشہ سچ بولنے کی عادت بنائیں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، کیونکہ "سانچ کو آنچ نہیں" یعنی سچ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ پاک ہمیں جھوٹ سے بچتے رہنے اور سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بچوں کے لئے امیرِ اہلِ سنّت کی نصیحت

دُرُود شریف پڑھنے کی عادت بنائیں

مولانا اویس یامین عطاری مدنی

اچھے بچو! امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری صاحب فرماتے ہیں:

ہمیں اپنے مکی مدنی آقا میٹھے میٹھے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر زیادہ سے زیادہ دُرُودِ پاک پڑھنے کی عادت بنانی چاہئے۔ ہم چاہے کھڑے ہوں، چل رہے ہوں یا بیٹھے ہوں ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ دُرُود شریف پڑھتے رہیں۔ (دُرود کا پیغام، ص ۸ ملخصاً)

پیارے بچو! نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُود شریف پڑھنے کی بے شمار برکتیں ہیں، مثلاً دُرُود شریف پڑھنے والے پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اُس کے درجات بلند ہوتے ہیں، اُسے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت نصیب ہوگی، اُسے قیامت کے دن پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قُرب نصیب ہوگا۔ (ماخوذ از مدنی پنج سورہ، ص 165) ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے پیارے امیرِ اہلِ سنّت کی بات پر عمل کرتے ہوئے اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر زیادہ سے زیادہ دُرُود شریف پڑھنے کی عادت بنائیں۔

ذِکر و دُرُود ہر گھڑی وِردِ زباں رہے میری فُضول گوئی کی عادت نکال دو

فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

اس طرح سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سکھائیے

مولانا آصف جہانزیب عطاری مدنی٭

اولاد کی اچھی تربیت کرنا اور انھیں اچھا مسلمان بنانا یہ والدین کی خواہش بھی ہوتی ہے اور ذمہ داری بھی۔ اس خواہش اور ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا کرنے کے لئے بچوں کو شروع سے ہی نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیاری پیاری سیرت پر عمل کرنا سکھائیے کیونکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرت پر عمل کرنا ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

بچوں کو عملی طور پر سنّتیں اور سیرتِ رسول سکھانے کے لئے درجِ ذیل طریقے اپنائیے۔

1 بچوں کو نماز کا عادی بنانے کے لئے نماز کی اہمیت اس طرح سکھائیے کہ نماز ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔[1] اس لئے ہمیں نماز نہیں چھوڑنی چاہئے 2 جب بچوں کو سچ بولنے کی ترغیب دلائی جائے تو یہ بتائیے کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا، اسی لئے آپ کے دشمن بھی آپ کو صادق و امین کہتے تھے 3 بچوں کو یہ سمجھائیے کہ دوسروں کو تنگ کرنا بری بات ہے کیونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔[2] 4 بچوں کو دوسروں کی مدد کی ترغیب اس طرح دلائیے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمیشہ ضرورت مندوں کی مدد کیا کرتے تھے 5 جب آپ بچوں کے بالوں میں کنگھا کریں تو یہ بتائیے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: جس کے بال ہوں تو وہ ان کا اکرام کرے۔[3] 6 بچوں کو قراٰن پاک کی تعلیم کا شوق اس طرح دلائیے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو خود قراٰن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔[4] 7 بچوں کو سلام کرنے کا عادی بنائیے اور یہ بھی بتائیے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمیشہ سلام میں پہل فرماتے تھے۔[5] 8 جب بچوں کو خوشبو لگائیں تو نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پسند کا ذکر کیجئے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دنیا کی جو چیزیں پسند تھیں ان میں سے ایک خوشبو بھی ہے۔[6]

9 جب بچوں کو اخلاقیات کی تعلیم دیں تو یہ کہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ ہمیشہ بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے۔ یہ کام وہ ہیں جو ہمارے گھروں میں صبح شام ہوتے ہیں، ہمارے ہاں یہ کام کرتے وقت بعض مائیں بچوں کو برا بھلا کہتی ہیں، کبھی بددعائیں بھی دے دیتی ہیں۔ یہ غلط انداز ہے بچّے کی ابھی سیکھنے اور سمجھنے کی عمر ہے، ان کاموں کی ترغیب دلاتے وقت سختی اور برا بھلا کہنے کے بجائے بچوں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنّتیں عملی طور پر سکھائی جائیں تاکہ بچوں کو بچپن ہی سے سنتِ رسول کی اہمیت کا احساس بھی ہو اور ان کے دل میں محبتِ رسول رچ بس جائے۔

اللہ پاک ہمیں بچوں کی اسلامی تربیت کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(1) نسائی، ص644، حدیث:3945 (2) بخاری، 1/15، حدیث:10 (3) ابوداؤد، 4/103، حدیث:4163 (4) بخاری، 3/410، حدیث:5027 (5) شعب الایمان، 2/155، حدیث:1430 (6) نسائی، ص644، حدیث:3945۔

٭ فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ بچوں کی دنیا (چلڈرنز لٹریچر) المدینۃ العلمیہ، کراچی

سب سے بڑی عبادت

مولانا محمد ارشد اسلم عطاری مدنی*

دادا جان جیسے ہی بچوں کے پاس آکر بیٹھے تو ضہیب نے تھوڑا سامنہ بناتے ہوئے کہا: دادا جان! آج دوپہر میں تو بہت گرمی تھی۔ اور جب سورج نکلتا ہے تو آہستہ آہستہ گرمی کیوں ہونا شروع ہوجاتی ہے؟ مجھے تو گرمی بالکل بھی پسند نہیں ہے۔

دادا جان نے سورج کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا: اللہ پاک کی ایک بہت بڑی نعمت سورج بھی ہے۔ ضہیب میاں! اگر سورج اور اس کی گرمی نہ ہو تو ہم سب بھوکے مر جائیں۔

زمین پر زندگی کو پُر سکون بنانے میں سورج کا سب سے اہم رول ہے۔ نُجیب اور اُمِّ حبیبہ ایک ساتھ بولے: وہ کیسے دادا جان؟ اگر درخت یا پودے ایسی جگہ پر ہوں جہاں سورج کی گرمی اور چاند ستاروں کی روشنی نہ پڑے تو وہ بیکار اور خراب ہوجائیں گے۔

اس کے بعد دادا جان دھوپ کے فائدے بتانے لگے:

1. بے شمار جراثیم دُھوپ اور تازہ ہوا سے مر جاتے ہیں۔
2. دھوپ سے وٹامن ڈی حاصل ہوتا ہے جو انسانی صحت کے لئے ضروری ہے۔
3. سورج کی روشنی سے ہمارے جسم میں بیماریوں سے لڑنے کی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔

بچّو! کیوں نہ تمہیں سورج کا ایک واقعہ سناؤں؟ بچّوں نے ایک ساتھ کہا: جی دادا جان سنائیے!

دادا جان نے سورج کا واقعہ سناتے ہوئے کہا:

ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عصر کی نماز پڑھ لی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں پڑھی تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت علی کی گود میں سر رکھا اور آرام کرنے لگ گئے۔

سورج آہستہ آہستہ غروب ہورہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دیکھ رہے تھے کہ وقت ختم ہو رہا ہے مگر آپ کو نماز سے زیادہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آرام کا خیال تھا اس لئے انہوں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا، دیکھتے ہی دیکھتے سورج غروب ہوگیا اور حضرت علی کی عصر کی نماز قضا ہوگئی۔[1]

پیارے بچّو! حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت کائنات کی سب سے بڑی عبادت میں مصروف تھے۔ اگر وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جگاتے تو آپ کا آرام ڈسٹرب ہو جاتا۔ **یاد رکھو!** آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت و غلامی سب عبادتوں سے اہم اور بڑھ کر ہے۔

نُجیب نے کہا: دادا جان! ان کی نماز تو قضا ہوگئی اب انہوں نے کیا کیا؟ دادا جان نے مسکراتے ہوئے کہا: بیٹا نُجیب! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز اپنے وقت ہی میں ادا کی۔ نُجیب اور اُمِّ حبیبہ دونوں ایک ساتھ بولے: لیکن دادا جان! ابھی تو آپ نے کہا کہ سورج غروب ہوگیا تھا اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو عصر کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے، اب خود ہی بتائیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ وقت میں نماز پڑھیں؟

---

(1) پیارے بچّو! یاد رکھئے جب نماز کا وقت ہو جائے تو فوراً نماز ادا کریں بلکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھیں۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ بچّوں کی دنیا (چلڈرن لٹریچر) المدینۃ العلمیہ، کراچی

دادا جان نے کہا: ہوا یوں کہ کچھ دیر بعد ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نیند سے جاگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو عصر کی نماز کے بارے میں بتایا۔ صُہیب نے دلچسپی سے کہا: پھر! پھر کیا ہوا دادا جان؟

دادا جان ایک دم خاموش ہو گئے، بچّے دادا جان کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ کچھ لمحوں بعد دادا جان نے کہا:

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اللہ پاک سے دعا کی: یا اللہ! تیرے بندے علی نے تیرے نبی کی خاطر اپنے آپ کو روکے رکھا، تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم دُعا مانگ کر فارغ ہوئے تو ڈوبا سورج دوبارہ نکل آیا۔ پہلے اندھیرا چھا گیا تھا اب روشنی ہی روشنی ہو گئی تھی۔

نُعیب نے تعجب سے پوچھا: پھر! آگے کیا ہوا دادا جان؟ جب سورج پلٹ آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی اور پھر سورج دوبارہ غروب ہو گیا۔ (معجم کبیر، 24/144، حدیث:382)

اُمِّ حبیبہ نے خوش ہو کر کہا: پہلے چاند والا معجزہ اور آج سورج والا معجزہ دونوں بہت ہی لاجواب ہیں۔ دادا جان نے کہا: ایک بات تو میں بتانا ہی بھول گیا! تینوں نے ایک ساتھ کہا: دادا جان! کونسی بات؟ دادا جان نے کہا: جس طرح کچھ عبادتوں کا تعلق چاند سے ہے اسی طرح کچھ کا تعلق سورج سے بھی ہے، جیسے پانچ وقت کی نمازیں اور افطاری کا ٹائم شروع ہونا۔

اب عصر کا وقت ہو گیا ہے۔ صُہیب اور نُعیب! آپ میرے ساتھ مسجد چلیں، اور اُمِّ حبیبہ آپ اپنی امّی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تیاری کریں۔ دادا جان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مولانا ابو محمد عطاری مدنی*

سوال: وہ کون سی غذا ہے جو کھانا اور پانی دونوں کا فائدہ دیتی ہے؟

جواب: دودھ۔ (ترمذی، 5/283، حدیث:3466)

سوال: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی؟

جواب: ایک قول کے مطابق 27 غزوات میں۔

(طبقات ابن سعد، 2/3)

سوال: حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟

جواب: غزوۂ اُحد میں۔ (طبقات ابن سعد، 2/32)

سوال: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے آخری نکاح کن سے فرمایا؟

جواب: اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا میمونہ رضی اللہ عنہا سے۔

(طبقات ابن سعد، 8/104)

سوال: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے مدینۂ طیبہ میں اپنی حیاتِ ظاہری کے کتنے سال گزارے؟

جواب: 10 سال۔ (طبقات ابن سعد، 2/131)

سوال: غزوۂ خیبر کب ہوا؟

جواب: ماہِ صفر سن سات ہجری میں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، 3/244)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ بچوں کی دنیا (کڈز لٹریچر) المدینۃ العلمیہ، کراچی

بُھنے ہوئے چنے

مولانا حیدر علی مدنی ﴿*﴾

ننھے میاں آج شام سے ہی نہا دھو کر صاف ستھرے کپڑے پہنے، عمامہ شریف باندھے، سارے گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں گھوم پھر رہے تھے۔ جب سے ماہِ میلاد ربیعُ الاوّل کا چاند نظر آیا تھا ننھے میاں کے لئے تو ہر دن گویا عید کا دن تھا، محلّے میں مکی مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت کی خوشی میں محافلِ میلاد کا سلسلہ جاری تھا۔ چھوٹے سے ننھے میاں جب اپنی پیاری سی آواز میں آنکھیں بند کر کے جھوم جھوم کر نعت پڑھتے تو سننے والوں پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی۔

مغرب سے کچھ دیر پہلے پڑوس والی آنٹی ننھے میاں کو دیکھ کر کہنے لگیں: ننھے میاں! آج کہاں جانے کی تیاری ہے؟

ننھے میاں کی امی جان جو کچن سے شربت کا گلاس پکڑے آرہی تھیں، کہنے لگیں: پچھلی گلی میں سبزی کے ٹھیلے والے عبدُ الرّحمٰن بھائی ہیں ناں، ان کے گھر میں عشا کے بعد محفلِ میلاد ہے تو وہیں جانے کے لئے تیار ہوئے بیٹھے ہیں۔

آنٹی بولیں: ماشآءَ اللہ، تو ننھے میاں وہاں نعت بھی پڑھیں گے؟

جی جی آنٹی، میں نے تو نعت زبانی یاد بھی کر لی ہے، ننھے میاں جلدی سے بولے:

جشنِ آمدِ رسول اللہ ہی اللہ　　　　بی بی آمنہ کے پھول اللہ ہی اللہ

یہ والی نعت پڑھوں گا وہاں۔

بہت اچھے ننھے میاں، ہمارا گُڈو بھی بولنے لگ جائے تو اسے بھی آپ نے ہی نعتیں یاد کروانی ہیں۔ آنٹی بولیں۔

رات میں کھانے سے فارغ ہوتے ہی ننھے میاں اور ابو جان عشا کی نماز پڑھنے چلے گئے، وہیں سے انہوں نے عبدُ الرّحمٰن بھائی کے گھر چلے جانا تھا۔

ننھے میاں ابو جان کا ہاتھ تھامے محفلِ میلاد میں پہنچے تو عبدُ الرّحمٰن بھائی کی بیٹھک محلے والوں سے بھر چکی تھی اور محلے کا ایک بچّہ سُورۂ الضُّحیٰ کی تلاوت کر رہا تھا۔ تلاوت کے بعد ایک نعت ہوئی اور پھر عبدُ الرّحمٰن بھائی نے ننھے میاں کو نعت پڑھنے کے لئے آگے بلایا۔ ننھے میاں کی نعت کے بعد محلے کی مسجد کے امام صاحب بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: پیارے بھائیو! آج ہم یہاں جس نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلاد کی خوشی منانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ان کی سیرت کا ایک بہت ہی پیارا پہلو جس کی آج ہمارے معاشرے کو ضرورت بھی ہے وہ خوش مزاجی ہے، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے صحابہ کے ساتھ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے لیکن انداز ایسا ہرگز نہ ہوتا کہ جس سے کسی کا دل دکھے یا مذاق بنے۔

امام صاحب کی پیاری پیاری باتیں سبھی توجہ سے سُن رہے تھے، بیان ختم ہوا تو عبدُ الرّحمٰن بھائی نے سبھی کو شربت پلایا اور جلیبیاں کھلائیں جس کے بعد سب اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

ننھے میاں گھر پہنچے تو امی جان اور دادی اماں صحن میں ہی بیٹھی باتیں کر رہی تھیں، بیٹے اور پوتے کو آتا دیکھ کر دادی اماں بولیں: آگئے تم لوگ! کیسا رہا میلاد شریف؟

ابو جان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ننھے میاں منہ بسور کر بولے: میں آئندہ عبدُ الرّحمٰن انکل کے گھر میلاد پر نہیں جاؤں گا۔

ہیں، یہ کیا بات ہوئی؟ دادی اماں نے امی جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور کیا، میلاد رکھا تھا تو کم از کم بریانی کا انتظام تو کرتے، یہ کیا صرف

جلیبیاں کھلا کر بھیج دیا اور وہ بھی ٹھنڈی۔

ننھے میاں کی بات سُن کر دادی اماں اور ابو جان نے افسوس سے ایک دوسرے کو دیکھا اور امی جان بولیں: بیٹا! ایسی بات نہیں کرتے چلو آپ کے سونے کا وقت ہو گیا ہے۔

ننھے میاں جلدی سے بولے: میں آج دادی اماں کے پاس سوؤں گا۔

سونے کے لئے لیٹے تو ننھے میاں بولے: دادی اماں آج کوئی واقعہ تو سنائیں۔

تو سنو بیٹا! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد محترم شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک بار میرے پاس فاتحہ دلانے کے لئے سوائے بھنے ہوئے چنوں اور گڑ کے کچھ نہیں تھا، مجبوراً میں نے انہی پر نیاز دے دی۔

ننھے میاں بیچ میں بول پڑے: ہیں! چنوں اور گڑ پر کون نیاز دیتا ہے؟ لیکن ننھے میاں اس وقت ان کے پاس صرف وہی چنے اور گڑ تھے۔ دادی اماں نے جواب دیا، لیکن آگے سنو! وہ بزرگ کہتے ہیں کہ پھر مجھے خواب میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی تو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے مختلف قسم کے کھانوں کے علاوہ وہی چنے اور گڑ بھی رکھے ہوئے تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہت خوش تھے اور ان میں سے کچھ خود کھایا اور کچھ اپنے اصحاب میں بھی تقسیم کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/574، انفاس العارفین مترجم، ص 61 ملخصاً)

یہ سُن کر ننھے میاں فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور حیرت سے بولے: ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہ چنے کھائے۔

جی ننھے میاں! لہٰذا کبھی بھی کسی کی نیاز کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے، ہر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق ہی نیاز کرتا ہے اور اللہ اور رسول کس کی نیاز قبول کرتے ہیں ہمیں کیا پتا، البتہ جتنی نیت اچھی اتنا ہی ثواب زیادہ۔

ننھے میاں دل ہی دل میں سوچ رہے تھے کہ انہوں نے عبد الرحمٰن انکل کی جلیبیوں کا مذاق اڑا کر اچھا نہیں کیا۔

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچو! نیچے لکھے گئے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

1 کچھ عبادتوں کا تعلق چاند سے ہے۔ 2 بچے بنیں اچھے بنیں۔ 3 درود شریف پڑھنے والے پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ 4 دوسروں کو تنگ کرنا بری بات ہے۔ 5 نام مبارک "محمد" صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قراٰن پاک میں 4 مرتبہ آیا ہے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعہ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ ایک سے زائد درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی تین تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں۔)

جوابِ دیجئے (اکتوبر 2021ء)

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟

سوال 02: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذاؤں میں سے کسی پانچ کے نام بتائیے؟

• جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے • کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے • یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر پر واٹس ایپ +923012619734 کیجئے • جواب درست ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو چار، چار سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں۔)

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔ آپ کا نام مبارک "محمد" قراٰنِ پاک میں 4 مرتبہ آیا ہے جبکہ احمد، نذیر، طٰہٰ، یٰسٓ، مُدَّثِّر، مزمّل اور بہت سارے نام قراٰنِ پاک میں آئے ہیں۔ جب بھی ہمارے پیارے نبی کا نام سنیں یا لکھیں تو ہمیں درود پاک پڑھنا اور لکھنا چاہئے۔ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم!

آپ نے اوپر سے نیچے اور سیدھی سے اُلٹی طرف حروف ملا کر پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 6 نام تلاش کرنے ہیں، جیسے ٹیبل میں لفظ "قاسم" کو تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔

اب یہ نام تلاش کیجئے: 1 حامد 2 حکیم 3 صادق 4 بشیر 5 محمود 6 عزیز۔

و	ع	ر	ت	ے	ئ	ی	ہ	پ
د	ف	گ	ھ	ح	ج	ک	ل	ق
س	ا	م	س	ا	ق	ۃ	ح	آ
د	و	م	ح	م	ض	خ	ک	م
ح	ض	ب	ق	د	ا	ص	ی	ن
غ	خ	ش	ر	ع	و	ق	م	ب
ف	ز	ی	ز	ع	ۃ	ٹ	ڈ	ط
ڈ	ص	ر	ظ	ژ	ذ	ز	ش	چ
ت	ا	پ	ج	ب	ر	م	ل	ک

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اکتوبر 2021ء)

نام مع ولدیت:.................................... عمر:....... مکمل پتا:..

موبائل / واٹس ایپ نمبر:.. (1) مضمون کا نام:................................ صفحہ نمبر:.........

(2) مضمون کا نام:............................ صفحہ نمبر:........ (3) مضمون کا نام:................................ صفحہ نمبر:.........

(4) مضمون کا نام:............................ صفحہ نمبر:........ (5) مضمون کا نام:................................ صفحہ نمبر:.........

نوٹ: ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان دسمبر 2021ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔

جواب یہاں لکھیے (اکتوبر 2021ء)

(جواب بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اکتوبر 2021ء)

جواب 1:.. جواب 2:..

نام.................................... ولدیت.................................... موبائل / واٹس ایپ نمبر....................................

مکمل پتا...

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان دسمبر 2021ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔

اسوۂ حسنہ کی پیروی، کامیابی کی ضمانت

اُمِّ میلاد عطاریہ٭

اللہ پاک نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًاؕ(۲۱) ﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔[1]

پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی اور سیرت ہمارے لئے ایک کامل نمونہ ہے جس کی روشنی میں ہم اپنی عبادات، معاملات اور اخلاقیات کو سنوار سکتے ہیں، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے تمام تر معاملات میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کو معیار بنائیں اور اس کے مطابق اپنی گفتگو میں، اپنے کام کاج میں اور اپنے اخلاق میں بہتری لائیں۔

پیاری اسلامی بہنو! اگر ہم اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تو آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں ہمیں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ اللہ پاک کی عبادت کرنا، گھر والوں اور غلاموں کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت سے پیش آنا، حوصلہ افزائی فرمانا، ان سے سرزد ہونے والی غلطیوں کو معاف فرمانا، اسی طرح اپنے اصحاب کے ساتھ رہنے کا انداز، آپ کا دعوتِ اسلام دینے کا انداز، بد اخلاقی سے پیش آنے والے پر رحم و کرم فرمانا، گھر کے کاموں میں حصہ لینا وغیرہ۔ الغرض سیرت کا جو بھی پہلو دیکھیں تو عمدہ سے عمدہ ہی نظر آئے گا۔ لہٰذا آپ بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے تحمل اور ملنساری کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کریں اور لوگوں کی غلطیوں کو درگزر کرتے ہوئے اپنے زندگی کے سفر کو جاری رکھیں، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی میں نافذ کریں کیونکہ ہر مسلمان کے لئے اسوۂ رسول کے منارۂ ہدایت سے روشنی حاصل کرنے کے کئی پہلو موجود ہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کرنا بھی ہے۔ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے گا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عبادت کا انداز، حسنِ اخلاق، رحم و کرم، عفو و درگزر وغیرہ خوبیوں کے بارے میں معلومات حاصل ہوں گی تو ہم عمل کر سکیں گے۔

مفسرِ قراٰن مفتی محمد قاسم عطاری مَدَّظِلُّہُ العالی لکھتے ہیں کہ اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے تو وہ یہ خیال کرے کہ میرے تو چند اہل و عیال ہیں مگر محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی 9 بیویاں ہیں، اولاد اور اولاد کی اولاد، غلام، لونڈیاں، متوسلین اور مہمانوں کا ہجوم ہے، پھر کس طرح ان سے برتاؤ فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ کس طرح ربِّ کریم کی یاد فرمائی۔ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔[2]

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پ21، الاحزاب: 21 (2) صراط الجنان، 7/ 589 ملتقطاً

٭نگران عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی

1 دورانِ عدت نوکری پر جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دے کر اپنے گھر سے نکال دیا ہے اور وہ اپنے والد کے گھر عدت گزار رہی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہندہ عدت میں نوکری کرنے کے لئے جاسکتی ہے؟ جبکہ ہندہ کا والد اس کا خرچہ برداشت کر رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی قوانین کی رو سے عورت کو طلاق سے قبل جس مکان میں شوہر نے رہائش دی ہو، اسی میں عدت گزارنا واجب اور بغیر ضرورت شرعیہ اس گھر سے نکلنا حرام ہے، نیز عدت کے ختم ہونے تک سکونت اور نفقہ شوہر کے ذمے لازم ہے، اور اگر کسی ضرورت شرعی کی وجہ سے وہ عورت دوسرے مکان میں منتقل ہو جائے تو عدت کے معاملے میں اس مکان کے بھی وہی احکام ہوتے ہیں جو پہلے مکان کے تھے۔ بیان کی گئی صورت میں ہندہ پر اولاً شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارنا لازم تھا لیکن جب اسے شوہر نے گھر سے نکال دیا اور یہ اپنے والد کے گھر منتقل ہو گئی تو اب والد کے گھر کا عدت کے معاملے میں وہی حکم ہے جو شوہر کے گھر کا تھا یعنی بغیر ضرورت شرعیہ اس گھر سے نکلنا جائز نہیں اور جب ہندہ کا والد اس کا خرچہ اٹھا رہا ہے تو اس کا نوکری کے لئے گھر سے نکلنا ضرورت شرعیہ نہیں ہے لہٰذا ہندہ کا عدت کے دوران نوکری کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کس عمر میں شرعی پردہ ضروری ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچی پر کس عمر میں غیر محارم سے شرعی پردہ کرنا ضروری ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بچی جب پندرہ سال کی ہو جائے تو اسے سب غیر محارم سے پردہ کرنا واجب ہے اور نو سال سے پندرہ سال تک اگر آثارِ بلوغ (یعنی بالغ ہونے کی علامات: حیض آنا یا احتلام ہونا یا حاملہ ہونا) ظاہر ہوں تو پھر بھی پردہ واجب ہے اور اگر آثارِ بلوغ ظاہر نہ ہوں تو پردہ واجب تو نہیں ہے البتہ مستحب ضرور ہے، خصوصاً بارہ سال کی ہو تو بہت مؤکّد (یعنی سخت تاکید ہے) کہ یہ بالغہ ہونے اور شہوت کے کمال تک پہنچنے کا قریبی زمانہ ہے۔ نو سال سے کم عمر کی لڑکی کے لئے اگرچہ پردے کا استحبابی حکم بھی نہیں مگر بچی کی عادت بنانے کے لئے اسے پردے کے احکام و آداب پہلے سے ہی سکھانا و شوق دلانا چاہئے تاکہ جب پردہ کرنے کی عمر کو پہنچے تو بلا جھجک کر سکے ورنہ ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ شروع سے کوئی تعلیم نہیں دیتے اور بچی بالغہ ہو جاتی ہے تو پھر وہ والدین کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتی اور پردے سے بچنے کے لئے طرح طرح کے بہانے و عذر تراشتی ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 شوہر کی اجازت کے بغیر والدین سے ملنے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والدین سے ملنے جاسکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کو گھر کے معاملات شوہر کے مشورے اور اجازت سے ہی حل کرنے چاہئیں بالخصوص گھر سے باہر جانے کے معاملات تاکہ باہمی اتفاق خراب نہ ہو لیکن اگر شوہر ماں باپ کے پاس جانے سے منع کرتا ہے تو شریعتِ مطہرہ نے عورت کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار صبح سے شام تک کے لئے جاسکتی ہے، مگر رات میں بغیر اجازتِ شوہر وہاں نہیں رہ سکتی رات کو بہر حال شوہر کے یہاں واپس آنا ہو گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہل سنت لاہور

ربیعُ الاوّل کے چند اہم واقعات

5 ربیعُ الاوّل 50ھ یومِ شہادت

نواسۂ رسول، حضرت سیّدُنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رمضانُ المبارک 1438ھ،

ربیعُ الاوّل 1439 تا 1441ھ اور مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ

"امام حسن کی 30 حکایات" پڑھئے۔

5 ربیعُ الاوّل 182ھ یومِ وصال

شاگردِ امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابویوسف یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ پڑھئے۔

10 ربیعُ الاوّل 10ھ یومِ وصال

حضرت سیّدُنا ابراہیم ابنِ رسولُ اللہ رضی اللہ عنہ

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1440ھ اور مکتبۃُ المدینہ کی

کتاب "سیرتِ مصطفےٰ"، ص688 پڑھئے۔

12 ربیعُ الاوّل یومِ ولادت

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439 تا 1442ھ اور

"المدینۃُ العلمیہ کی کتاب "آخری نبی کی پیاری سیرت" پڑھئے۔

12 ربیعُ الاوّل 241ھ یومِ وصال

کروڑوں حنبلیوں کے عظیم پیشوا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ پڑھئے۔

14 ربیعُ الاوّل 179ھ یومِ وصال

کروڑوں مالکیوں کے عظیم پیشوا، حضرت سیّدُنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439ھ پڑھئے۔

21 ربیعُ الاوّل 1052ھ یومِ وصال

شیخِ محقق حضرت علامہ شیخ عبدُالحق محدث دہلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

مزید معلومات کے لئے

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ربیعُ الاوّل 1439 اور 1440ھ پڑھئے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے جنوری 2022)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اکتوبر 2021

(1) شانِ یارِ غار بزبانِ حیدرِ کرار (2) اسلام میں اخوت و بھائی چارہ کی اہمیت (3) سال 2022 کیسے گزاریں؟

مزید تفصیلات کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بھائی: +923012619734 صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
October 2021

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اکتوبر 2021ء

قرض وقت پر ادا کیجئے

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

معاشرے میں دیگر کئی چیزوں کے ساتھ قرض کی واپسی کے معاملے میں بھی بے اعتدالی نظر آتی ہے۔ غیرت مندی اور مُرُوّت کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس سے قرض لیا ہے اپنے اُس مُحسن کے گھر جلد جاکر شکریہ کے ساتھ قرض ادا کر آتے، مگر آج کل حالت اس کے اُلٹ ہے۔ ایک تعداد کا حال یہ ہے کہ وقت پر واپس کرنے کی یقین دہانی کرا کے قرض مانگتے ہیں، لیکن جب لوٹانے کی باری آتی ہے تو ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود قرض خواہ کو دھکے کھلاتے اور مختلف حیلے بہانے کر کے اسے پریشان کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا ذہن جلدی قرض لوٹانے کا ہوتا ہی نہیں، انہوں نے 6 مہینے بعد ہی واپس کرنے کا ذہن بنا رکھا ہوتا ہے، لیکن قرض لیتے وقت اس بات کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ جھوٹ بول کر چند دنوں کی مہلت پر قرض لیتے، پھر طے شدہ وقت کے پورا ہونے پر کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر مزید مہلت حاصل کرتے، یوں مہلت پر مہلت لیتے، سامنے والے کو پریشان کرتے اور رُلا رُلا کر اس کے پیسے واپس کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ایک بڑی رقم قرض لیتے ہیں اور پھر قرض خواہ کو بلا وجہ توڑ پھوڑ کر یعنی تھوڑی تھوڑی کر کے رقم لوٹاتے ہیں۔ یاد رکھئے! اگر قرض دار قرض ادا کر سکتا ہو تو قرض خواہ کی مرضی کے بغیر اگر گھڑی بھر بھی تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور ظالم قرار پائے گا۔ چاہے روزے کی حالت میں ہو یا سو رہا ہو اس کے ذِمّے گناہ لکھا جاتا رہے گا (گویا ہر حال میں گناہ کا میٹر چلتا رہے گا) اور ہر صورت میں اس پر اللہ پاک کی لعنت پڑتی رہے گی۔ اگر اپنا سامان بیچ کر قرض ادا کر سکتا ہے تب بھی کرنا پڑے گا، ایسا نہیں کرے گا تو گناہ گار ہے۔ اگر قرض کے بدلے ایسی چیز دے جو قرض خواہ کو ناپسند ہو تب بھی دینے والا گناہ گار ہو گا اور جب تک اسے راضی نہیں کرے گا اس جُرم سے نَجات نہیں پائے گا کیوں کہ اس کا یہ فعل کبیرہ گناہوں میں سے ہے مگر لوگ اسے معمولی خیال کرتے ہیں۔ (ظلم کا انجام، ص16) کچھ لوگ قرض کے نام پر دوسروں کے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے ہڑپ کر جاتے ہیں، ابھی تو یہ سب آسان لگ رہا ہو گا لیکن قیامت میں بہت مہنگا پڑ جائے گا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: جو دنیا میں کسی کے تقریباً تین پیسے دَین (یعنی قرض) دَبالے گا بروزِ قیامت اس کے بدلے سات سو باجماعت نمازیں دینی پڑ جائیں گی۔ (فتاویٰ رضویہ، 25/69 ملخصاً) اے عاشقانِ رسول! اوّلاً تو حتَّی الاِمکان خود کو قرض لینے سے بچائیے اور یہ سوچئے کہ کیا آپ کو واقعی قرض لینے کی ضرورت ہے؟ اور اگر زندگی میں کسی موقع پر قرض لینا بھی پڑ جائے تو واپسی قرض کے معاملے میں ایسا طرزِ عمل اختیار کیجئے کہ جس سے آپ کی عزت اور نیک نامی پر کوئی حرف نہ آئے اور کسی سے آپ کے تعلقات بھی خراب نہ ہوں۔ ورنہ قرض خواہ کو اس طرح پریشان کرنے کا ایک دنیاوی نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں ایسے آدمی کا امیج متأثر ہوتا اور اگلی بار ضرورت پڑنے پر لوگ اسے قرض دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ لہٰذا اللہ کریم مجھے اور آپ کو اپنے دَر کے سوا کسی کا محتاج نہ بنائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون 23 رمضان المبارک 1442ھ کی شب مطابق 5 مئی 2021ء کو نمازِ تراویح کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کر کے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کو دکھا کر ضرورتاً ترمیم کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔)

ISBN 978-969-631-974-0
0125764

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net